شری ستگورو دیوائے نمہ
شری پرم ہنس ادویت مت کا

ماہوار رسالہ

آنند سندیش

شری آنند پور

مالک

شری پرم ہنس ادویت مت
پبلیکیشن سوسائٹی شری آنند پور
ضلع گنہ

سالانہ: اٹھارہ روپے
فی پرچہ: ایک روپیہ پچاس پیسے
سالانہ چندہ ممالک غیر سے
بذریعہ ہوائی جہاز

درون ایشیا
۱۰۲ روپے

انگلینڈ و یورپ
۱۳۲ روپے

یو۔ ایس۔ اے
۱۵۶ روپے

امریکہ و کنیڈا
۱۵۶ روپے

فہرست مضامین

جنوری ۱۹۹۰ء

سمپادک
مہاتما سکھ ساگر آنند

ایڈیٹر پبلشر شری پرم ہنس ادویت مت پبلیکیشن سوسائٹی شری آنند پور
ضلع گنہ [illegible] پریس دہلی

شری ستگورو دیوائے نمہ

آنند سندیش کاریالیہ

پستکوں کا سوچی پتر

ہندی کی پستکیں

۱۔ شری پرم ہنس ادویت مت (امر جیوتی) ۴۰/۰۰
۲۔ شری پرم ہنس ادویت مت (چھوٹا) ۳/۰۰
۳۔ امر اپدیش (نئی پستک) ۱۰/۰۰
۴۔ آنند درشانت سندیش (پہلا بھاگ) ۱۰/۰۰
۵۔ آنند درشانت سندیش (دوسرا بھاگ) ۱۰/۰۰
۶۔ آنند رامائن (پہلا بھاگ) ۱۰/۰۰
۷۔ آنند رامائن (دوسرا بھاگ) ۱۰/
۸۔ آنند گیتا ۸/۰۰
۹۔ بھگتی رتن ۱۰/۰۰
۱۰۔ بھگتی ساگر ۱۰/۰۰
۱۱۔ بھگتی دیپک ۸/۰۰
۱۲۔ سار اپدیش ۱۰/۰۰
۱۳۔ سار مئی جیون ۸/۰۰
۱۴۔ شانتی وچن بھنڈار ۸/۰۰
۱۵۔ سہج ساگر ۲/۰۰
۱۶۔ بچپن ساگر ۲/۰۰
۱۷۔ پریم شبداولی ۳/۰۰
۱۸۔ آنند بھجناولی ۳/۰۰
۱۹۔ آنند شبد مالا (پہلا بھاگ) ۳/۰۰
۲۰۔ آنند شبد مالا (دوسرا بھاگ) ۳/۰۰
۲۱۔ آنند پشپانجلی ۳/۰۰

گورمکھی کی پستکیں

۱۔ بھگتی ساگر ۱۰/۰۰
۲۔ شانتی وچن بھنڈار ۸/۰۰
۳۔ بھگتی دیپک ۸/۰۰
۴۔ آنند شبد سار ۳/۰۰
۵۔ سہج ساگر ۲/۰۰

۶۔ بچن ساگر ۲/۰۰
۷۔ آنند بھجناولی ۳/۰۰
۸۔ پریم شبداولی ۳/۰۰
۹۔ آنند شبد مالا (پہلا بھاگ) ۳/۰۰
۱۰۔ آنند شبد مالا (دوسرا بھاگ) ۳/۰۰

انگریزی کی پستکیں

۱۔ شری پرم ہنس ادویت مت ۲۸/۰۰
۲۔ شری پرم ہنس ادویت مت (چھوٹا) ۳/۰۰
۳۔ بھگتی ساگر ۱۰/۰۰
۴۔ دس سے داوائنز ۲/۰۰
۵۔ پیس آف مائنڈ ۸/۰۰
۶۔ آدرنیل ڈیوٹی ۵/۰۰
۷۔ سپرچول جیمز ۳/۰۰
۸۔ دی ماسٹرز بلیسنگس ۸/۰۰
۹۔ ٹیلز آف وزڈم ۴/۰۰
۱۰۔ آنند گیتا ۸/۰۰
۱۱۔ نو دائی سیلف ۱/۰۰
۱۲۔ وے ٹو انلائٹمینٹ ۴/۰۰

اردو کی پستکیں

۱۔ بھگتی ساگر ۱۰/۰۰
۲۔ بھگتی دیپک ۸/۰۰
۳۔ بچن ساگر ۲/۰۰
۴۔ آنند بھجناولی ۳/۰۰
۵۔ پریم شبداولی ۳/۰۰

سندھی کی پستکیں

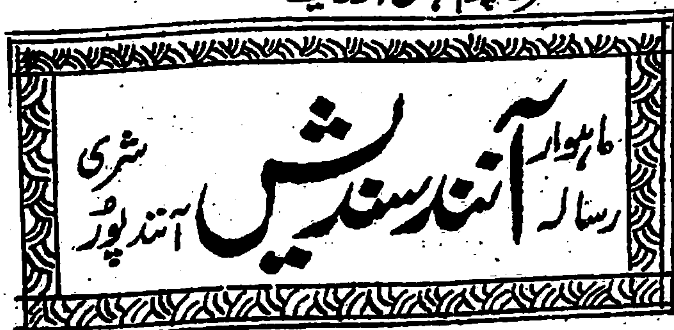
۱۔ شری پرم ہنس ادویت مت گرنتھ ۲۸/۰۰
۲۔ شری پرم ہنس ادویت مت (چھوٹا) ۳/۰۰
۳۔ شانتی وچن بھنڈار ۸/۰۰
۴۔ ستگورو بھگتی جیون مکتی ۸/۰۰
۵۔ ست سنگ سرور ۱۰/۰۰
۶۔ ست سنگ امرت بچن ۱۰/۰۰
۷۔ آنند دائیک بھجن مالا ۳/۰۰
۸۔ آنند دائیک کبیر صاحب کی بانی ۳/۰۰
۹۔ سہج ساگر ۲/۰۰
۱۰۔ بچن ساگر ۲/۰۰
۱۱۔ آنند پشپ مالا (دیوناگری لپی) ۳/۰۰
۱۲۔ پریم پشپانجلی (دیوناگری لپی) ۳/۰۰

(ڈاک خرچ بذمہ خریدار ہوگا)

ملنے کا پتہ

پربندھک کاریالیہ آنند سندیش پوسٹ شری آنند پور ضلع گنہ، مدھیہ پردیش

شری ستگورو دیو ائے نمہ
شری پرم ہنس ادویت مت کا



جلد ۳۸ | ماہ جنوری ۱۹۹۰ء بمطابق ماہ ماگھ سمت ۲۰۴۶ بکرمی | نمبر شمار ۱

شری گورو بندنا

دوہا

شری پرم ہنس اوتار جی ۔ سُکھ شانتی کے دھام
چرن کمل میں شیش دھر ۔ شردھا سہت پرنام

ست چت آنند روپ ہیں ۔ پرم پُرش گورو دیو
سہجے ہی سُکھ پائیے ۔ جا کی نرمل سیو

پاون شری پگ دھول کو ۔ جو جن شیش چڑھائے
ہردے نرمل ہو جات ہے ۔ پاپ تاپ نسائے

چرناامرت کا پان کر　　ناشت سکل کلیش
مایا کے بندھن کٹیں　　ملتا سکھ آشیش

سنت روپ دھر آئے ہیں　　چھوڑ پر بھو نج دھام
جیوؤں کے کلیان ہت　　بخشا پاون نام

ہیے میں دھارن جو کرے　　گورو کا پاون نام
دکھ دبدھا لاگے نہیں　　بچے جو آٹھوں یام

گورو نام پرتاپ سے　　ناشیں سنشے سوگ
آدھی ویادھی بھاجے سکل　　ناشیں مانس روگ

جو سمرے وشواس سے　　پڑے نہیں بھو کوپ
دکھ ہاری بھو بھے ہرن　　گورو نام سکھ روپ

ستگورو سا داتا نہیں　　تینوں لوک منجھار
جن بخشا ست نام دھن　　سکل سکھ بھنڈار

ایسے ستگورو دیو پر　　جاؤں سد بلہار
تن من دھن اور پران سب　　دوں چرنوں پر وار

ستگورو کے اُپکار کا — کو کر سکے بکھان
آپا کھپاؤ مِٹائے کر — سدا کرو گُن گان

کوٹ جتن چاہے کرے — سادھن کرے انیک
بِنا کرپا گورو دیو کے — کبھوں نہ ہوئے وِویک

سب ہی سادھن سمجھ لیں — جو گورو ہوئے سہائے
ستگورو کی انوکمپا سے — جیو پرم پد پائے

سب سکھ گورو کی شرن میں — اور نہ سکھ کا ٹھور
تاتے چمن شرن گہو — چھوڑ سہارے اور

ستگورو بن نہیں ہو سکے — موہ تمر کا ناس
تب لگ سکھ نہ پائیے — جب لگ جگ کی آس

تاتے داسن داس یہ — آیا تو چر نار
کرپا کر گورو دیو جی — دیجیے چرن آدھار

اِتی شُبھم

شری پرم ہنس امر کتھا

شری چوتھی پادشاہی جی مہاراج کا امر جیون۔ سلسلے کے لیے دیکھیئے آنند سندیش کا ماہ دسمبر ۱۹۸۹ء کا نمبر)

دوہا

پد سروج گورو دیو کے ۔۔۔ بندوں بار مبار
شردھا سے کر جوڑ کر ۔۔۔ پُنی پُنی کروں جُہار
ستگورو دین دیال جی ۔۔۔ دُکھ بھنجن سُکھدام
شری یُگل چرنار میں ۔۔۔ شت شت کروں پرنام
پرم پرُش بھگوان ہیں ۔۔۔ ستگورو دین دیال
وِبل بھگتی دھن بخش کر ۔۔۔ کینہے جیو نہال
ڈوب رہے تھے جیو سب ۔۔۔ بھو ساگر منجھدار
جو کوئی آیا شرن میں ۔۔۔ کر دیا پہلے پار
ہاتھ جوڑ یاچے سدا ۔۔۔ داس یہی وردان
ایک پلک بسرے نہیں ۔۔۔ پر بھو ور تمہرو دھیان

برہم نشٹھ، ویراگ پُنج، تتو ویتا، پوجیہ پاد شری پرم ہنس ستگورو دیو جی شری شری ۱۰۸ شری سوامی بے انت آنند جی مہاراج شری چوتھی پادشاہی جی کے پرم مقدس اور سکھدائی مُبارک قدموں میں داسن داس کا نہایت

عاجزانہ، مؤدّبانہ اور عقیدتمندی و سچے دِل سے ساشٹانگ ڈنڈوت پرنام ہے۔

آپ جنم جات اوتاری پُرش تھے۔ آپ نے جیوؤں کی بہبُودی کو مدِ نظر رکھ اُنہیں مایا کے خاردار راستہ سے ہٹا کر پرمارتھ کے سُکھدائی راستے پر لگانے اور پرمارتھ کی راہ پر اُن کی رہبری کرنے کے لئے ہی اِس سرزمین پر اوتار دھارن کیا۔ جو بھی شردھا رکھ کر کے آپ کے دُنیا کے دُکھوں سے نجات دلانے والے مُبارک قدموں کے سایہ میں آیا، وہ مایا کال اور اُن کے طاقتور سپاہیوں سے نڈر ہو گیا۔ وہ بغیر کسی رُکاوٹ کے پرمارتھ کی راہ پر قدم بڑھاتا ہوا اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہُوا۔ آپ کے ہم جیوؤں پر بے شمار احسان ہیں جن سے ہم کبھی بھی رُستگار نہیں ہو سکتے۔ دُنیا میں بھلا ایسی کونسی چیز ہے جسے ستگورُو کے قدموں میں بھینٹ کر کے اُن کے احسانوں کا بدلہ دیا جا سکے؟ سنتوں کا فرمان ہے کہ:-

چھند

چنتا منی پارس کلپ ترد کام دھینو
اور ہو انیک نِدھی وار وار ناکھیئے
جوئی کچھ دیکھیئے سو سکل بِناسونت
بُدھی میں وچار کر ہو بھلا کھیئے
تاتے من وچن کرم کری کر جوری
سُندر چرن سیس میل دین بھاکھیئے
بہت اُپکار تین لوک سب سو دھے ہم
ایسی کون بھینٹ گورُو دیو آگے راکھیئے
(سنت سُندر داس جی)

شری پرم ہنس ادویت مت کے رُوحانی تخت پر رونق افروز

ہونے کے آپ نے دو کاموں کو فضیلت بخشی۔

۱۔ ست سنگ پرچار کے ذریعے پاکیزہ شبد کی جوتی کو زیادہ سے زیادہ جیوؤں تک پہنچانا اور اُنہیں صحیح راستہ دکھلا کر راہِ رُوحانی پر ترقی کرنا۔

۲۔ شری آنندپور آشرم اور شری پریاگ دھام آشرم میں تعمیرات کا کام کروانا۔

تعمیرات کے کام کے سلسلے میں آپ نے سب سے پہلے شری پرم ہنس ادویت مندر کے باقی کام کو پورا کروایا۔ گنبد کا کام پورا ہو جانے پر اس میں رنگ روغن اور پنکھے ٹیوب وغیرہ لگوا کر اور اُسے بساج سنوا کر بہت ہی خوبصورت بنا دیا۔ اس کے بعد شری شری ۱۰۸ شری ستگورو دیو شری تیسری پادشاہی مہاراج جی کے حکم کو مجسّم شکل دینے کے لئے آپ نے ۱۴۔اپریل ۱۹۶۵ء بمطابق بیساکھ سنکرانت سمت ۲۰۲۲ بکرمی بدھوار کا دن مقرر کیا۔ اُس دن ہزاروں کی تعداد میں پریمی اور شردھالو شری آنندپور پہنچ گئے

۱۴۔اپریل ۱۹۶۵ء کے مُبارک دن صبح سویرے شری پرم ہنس ادویت مت کے بانی مُبانی شری پرم ہنس دیال جی شری پہلی پادشاہی جی، شری ستگورو دیو مہاراج جی شری دُوسری پادشاہی مہاراج جی، اور شری ستگورو دیو مہاراج جی شری تیسری پادشاہی جی کے دِویہ سروپ ایک پالکی میں سجائے ایک بہت خوبصورت سنگھاسن پر رونق افروز کئے گئے۔ اُس کے بعد یہ خوبصورت سجائی گئی پالکی شری آنندپور میں بڑی دھوم دھام سے نکالی گئی۔ راستے میں ہزاروں کی تعداد میں پریمیوں نے دِویہ وبھوتیوں (نورانی جلوؤں) کے مُبارک درشن کرتے ہوئے گورو مہما کے بھجن گائے اور بار بار پھولوں کی بارش کی۔ جے کاروں کے نعروں سے دسوں اطراف گونج اُٹھیں

کئی راستوں اور پھلواڑیوں کو پار کرتی ہوئی یہ نورانی جھانکی شری آنند سر کے کنارے پر پہنچی۔ شری آنند سر نے شری پرم ہنس وِبھوتیوں کا ابھوادان (تعظیم) اپنی اُٹھتی ہوئی ترنگوں سے کیا۔ شری آنند سر بھی یہ سوچ کر خوشی سے جھوم اُٹھا کہ ... پرم ہنسوں کے نورانی جلوے کی اِس جھانکی نے آج سے بھی شاد کام کیا۔ یہ جھانکی پندرہ بیس منٹ تک وہاں رُکی رہی، اُس کے بعد شری پرم ہنس ادویت مندر لے جائی گئی۔

شری ستگورُو دیو مہاراج جی، شری چوتھی پادشاہی مہاراج جی ... مُبارک ... اُن پُر نور جلالی مُبارک سُروپوں کو شری پرم ہنس ادویت مندر میں رونق افروز کیا۔ اُس کے بعد شری آرتی پُوجا کا پروگرام شروع ہوا۔ آپ ساتھ ہی بنی ہوئی چوکی پر رونق افروز ہوئے۔ شری پرم ہنس ادویت مندر میں آرتی پُوجا کے بعد، شری آنند شانتی بھون میں بھی شری آرتی پُوجا کی گئی۔ اُسی دن شری ستگورُو دیو مہاراج جی شری تیسری پادشاہی کی مُبارک یادگار میں بھنڈارہ بھی کروایا گیا جو اب بھی اُسی اصول مُطابق ہر سال ۱۴- اپریل کو کیا جاتا ہے۔ اُسی دن سے اب تک صبح سویرے شری آرتی پُوجا شری پرم ہنس ادویت مندر میں اور شام کو شری آرتی پُوجا شری آنند شانتی بھون میں باقاعدہ ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔

آپ کی مُبارک موج شری شری ۱۰۸ شری ستگورُو دیو مہاراج جی شری تیسری پادشاہی جی کے سمادھی کی جگہ شری آنند شانتی بھون کو بھی ایک بہت وسیع شکل دینے کی تھی۔ آپ کی یہ موج تھی کہ یہ جگہ بہت خوبصورت اور نئی رُوپ ریکھا سے تیار ہو، اِس لئے اِس کی رُوپ ریکھا کو تیار کرانے اور پاس کرانے میں تین چار ماہ سے زیادہ وقت لگ گیا۔ اس کی رُوپ ریکھا بن جانے پر

۱۶- ستمبر سنہ ۱۹۶۴ء بمطابق اسوج سنکرانت سمت ۲۰۲۱ بکرمی مہرج نے از کو اس پاکیزہ جگہ کی بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھی۔ آپ نے اس وقت مبارک ارشاد فرمائے کہ خوبصورت عمارت کی تعمیر میں چاہے کتنا بھی وقت کیوں نہ لگے، مگر یہ عمارت لاثانی ہونی چاہیئے۔

آپ کی موج کے مطابق اس عالیشان عمارت کی تعمیر شروع ہوگئی۔ اس ساری عمارت کو سنگِ مرمر کی شِلاؤں سے تیار کرنا تھا، اس لیے یہ کام آہستہ آہستہ چلتا رہا۔ شری ستگورو دیو مہاراج جی شری پنجم پادشاہی جی اس کام کو پورا کروا رہے ہیں۔

سنہ ۱۹۶۸ء میں آپ کی موج اس ہال کمرے کو وسیع شکل دینے کی ہوئی، جہاں مبارک درشن کھلتے تھے۔ یہ ہال ہیں ایس سال پہلے بنا تھا اور اب درشن پر آنے والوں کی تعداد بڑھ جانے سے چھوٹا پڑتا تھا۔ دوسرے اس کی چھت بھی ٹینوں کی تھی۔ آپ نے اس کشادہ ہال کی بنیاد دستِ مبارک سے ۱۵- دسمبر ۱۹۶۸ء بمطابق ماہ پوہ سنکرانت سمت ۲۰۲۵ بکرمی بروز اتوار کو رکھی۔

اس کے علاوہ آپ نے رہائشی اور ضروری مکانوں کی تعمیر بھی کروائی ان تعمیرات کے ساتھ ساتھ آپ نے گورمکھوں کی زندگی کے سدھار پر بھی زور دیا۔ آپ کی یہ موج تھی کہ گورمکھوں کی زندگی بہت اعلےٰ آدرش کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہونی چاہیئے۔ ہر ایک کام وقت سے کرنا اور کرانا، وقت کی پابندی کو آپ نے زندگی کا خاص حصہ بتلایا۔

وقت کی پابندی کو آپ بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو انسان وقت کا پابند نہیں، اسے اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ایک بار ایک پریمی نے آپ کے قدموں میں گزارش کی کہ پر بھو!

میرا بھجن ابھیاس میں من نہیں لگتا۔ من کو کافی یکسو کرتا ہوں، لیکن نامعلوم ہے کیوں یکسو نہیں ہوتا۔

آپ نے فرمایا۔۔۔ اگر تم بھجن بھی کرتے ہو اور پھر بھی یہی شکایت ہے کہ بھجن میں من نہیں لگتا تو اِس کی ایک ہی وجہ ہے کہ تم باقاعدہ روزانہ مقرر وقت پر بھجن نہیں کرتے۔ جیسے سرکاری نوکر کو باقاعدہ مقرر وقت دفتر میں دینا ہوتا ہے۔ تبھی اُسے تنخواہ ملتی ہے، اُسی طرح تم بھی باقاعدہ بھجن ابھیاس کرو۔ اور مقررہ وقت سے پہلے اپنے آسن سے اُٹھنے کی کوشش نہ کرو۔ تو پھر دیکھو یہ من بھجن ابھیاس میں کیسے نہیں لگتا؟ اس کے علاوہ جب بھجن ابھیاس میں بیٹھو تب کسی بھی اور کام کی فکر ساتھ لے کر نہ بیٹھو۔

اِن مبارک ارشادات کو سُن کر اُس پریمی نے سر جھکا کر بندنا کی اور گھر جا کر مبارک ارشادات مطابق وہ بھجن ابھیاس کرنے لگا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد جب وہ دوبارہ مبارک درشنوں کے لئے آیا تو مبارک چرنوں میں اُس نے عرض کی۔۔۔ آپ کے ارشادات پر عمل کرنے سے مجھے جو لامحدود آنند ملا، اُس کے لئے میں جنموں جنم تک آپ کا مقروض رہوں گا۔

آپ بیساکھی، ویاس پوجا، دیپاولی، اور ماگھی کے تہوار شری آنند پور میں ہی منایا کرتے تھے۔ آپ نے اِن تہواروں پر شری ارشادات مبارک فرماتے ہی تھے، ویسے بھی کبھی کبھی موج میں آکر مبارک ارشادات کی بارش کر دیا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے شری آنند پور کے سَت سنگیوں کے سامنے مبارک ارشادات فرمائے۔

"گورمکھو! شری آنند پور دربار بھگتی پرمارتھ کی تعلیم کے لئے لاثانی ہے۔ اس دربار کی شرن لینا اونچے بھاگوں کی نشانی ہے۔ جس پریمی کو اپنی زندگی کی کلیان کی طلب ہو، وہ اِن چار باتوں کو روزانہ ہر وقت ہر گھڑی یاد کرے اور اُن پر عمل کیا کرے۔ یہ باتیں دیکھنے

میں ہیں تو معمولی سی، پر ہیں بہت اہمیت والی۔ یہ چار باتیں کونسی ہیں؟
یہ ہیں :۔

۱۔ دربار کی خیر خواہی، ۲۔ سچائی، ۳۔ سُمتی (رضامندی)
۴۔ وقت کی قدر۔

۱۔ دربار کی خیر خواہی :۔ جن ذرائع سے تمہاری بھگتی پختہ ہو اُن کو اختیار کرو۔ دربار کے ہر ایک اصُول پر عمل کرو کسی کام کے کرنے میں تمہارا نقصان ہو یا دربار کا نقصان ہو اس کام کو قطعی نہ کرو۔

۲۔ سچائی :۔ جہاں تک بھی ہو سکے زندگی کو سچ کے سانچے میں ڈھالو۔ اگر تمہاری زندگی سچائی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوگی تو تمہارا دِل پاکیزہ ہو کر شبد میں لگے گا۔ مہاپرشوں کے بچن ہیں کہ :۔

سچائی کو رکھو ہمیشہ عزیز
سچائی برابر نہیں کوئی چیز

سچائی سے ہوتی ہے دِل کی صفائی
سچائی بزرگوں نے ہے آزمائی

سچائی پر بزرگوں نے خود عمل کر کے تب یہ بچن کہے کہ سچائی کے برابر دُنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔ اِس لئے مُنہ سے ہمیشہ سچ بچن بولو۔ سچا بیوہار کرو، پھر دیکھو اِس کا انجام کیا عجیب رنگ لاتا ہے۔

۳۔ سُمتی :۔ ہمیشہ سُمتی سے ہو دُنیا کے سامنے سُمتی کا آدرش دکھاؤ۔ دُنیاوی عیش عشرت چھوڑ کر بھگتی کے طلبگار بن کر

اِس دربار میں آئے ہو، سب گورمکھ سنگورو کے سیوک ہو، اس لئے سُمتی سے سب کام کرو۔ جہاں سُمتی ہو وہاں نفرت، غریبت اور ویر و رودھ یعنی عداوت نہیں رہتی، وہاں تو پریم ہی پریم۔ آنند ہی آنند ہر وقت برستا ہے۔ شری رامائن میں بھی ذکر ہے کہ

چھوپائی

جہاں سُمتی تہاں سمپتی نانا جہاں کُمتی تہاں وِپت نِدھانا

سُندر کانڈ

تم سب جانتے ہی ہو کہ لنکا کے راجا کا کیا حال ہُوا وہ عالم فاضل اور شاستروں کے جاننے والا تھا۔ لیکن جہاں کُمتی یعنی پھوٹ نے ڈیرے ڈال دیئے، تو سونے کی لنکا جل کر راکھ ہو گئی۔ کھوٹ سے اِنسان کے دِل میں بے قراری، فکرات اور دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ جس سے شبد میں سُرتی نہیں لگتی اور من حقیقی آنند کو حاصل کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔

۴۔ وقت کی قدر:۔ وقت کا صحیح استعمال کرو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ گورمکھوں کا وقت کتنا قیمتی ہے۔ اِس انسانی زِندگی کا مِل جانا کروڑوں جنموں کے ثواب کا پھل ہے۔ پھر اس اِنسانی زِندگی کے ایک ایک سوانس کی قیمت تین لوک، چودہ بھون، دو جہان سے بھی بڑھ کر ہے۔ اب سوچنا یہ ہے کہ زِندگی کا ایک ایک سوانس کیسے جا رہا ہے اور کیسے جانا چاہیئے۔ گورمکھ کا ہر ایک سوانس سیوا، بھجن، ست سنگ میں لگنا چاہیئے۔ اگر تینوں کاموں سے وقت باقی ہو تو آرام کرو جس سے جسم تندرست رہے اور اِن کاموں کو کرنے میں کامیابی حاصل ہو۔ فضول کی نندا چُگلی میں وقت برباد نہ کرو۔ کسی کی بُرائیاں دیکھو، دُوسروں کی بُرائیوں کا ذکر کرنے سے اپنے دِل کے شیشے پر میل آجاتی ہے۔ اس لئے دُوسروں کی

میل اپنے اندر نہ بھرو۔ دِل میں ستگورو کا دھیان تصوّر بساؤ۔
ان چاروں باتوں پر عمل کرنا ہے۔ اِنہیں ہمیشہ یاد رکھنا ہے۔ زبانی جمع خرچ سے نہیں، بلکہ عملی طور پر۔ اِن باتوں پر عمل کرکے ہر ایک گورمکھ سُکھ شانتی اور آنند کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اِنسانی زندگی مِلنے کے بعد، نیک کمائی سے سنت ستپُرشوں کی صُحبت مِلی ہے، اِس لئے بھگتی کے آنند بھرے خزانے کو حاصل کرو یہی زندگی کا سچا لابھ ہے۔"

اس طرح آپ وقت بوقت اپنے مُبارک ارشادات سے بھگتی کے طلبگاروں کی راہنمائی کیا کرتے تھے۔ آپ کی زبان میں مِٹھاس، طاقت تھی، اس لئے آپ کی ہدایتوں کا اثر سامعین کے دِلوں پر پُوری طرح سے پڑتا تھا اور وہ آپ کی نصیحتوں پر عمل کر اپنی زندگی کامیاب بناتے تھے۔



اطلاع

۱۔ نیا سال یکم جنوری سنہ ۱۹۹۰ء سوموار کو ہوگا۔
۲۔ ماگھی (ماگھ سنکرانت) سمت ۲۰۴۶ بکرمی کی ۱۴ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء اتوار کو ہوگی
۳۔ بسنت پنچمی ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۹۰ء بدھوار کو ہوگی۔
۴۔ ماہ پھاگن سمت ۲۰۴۶ بکرمی کی سنکرانت ۱۲ فروری سنہ ۱۹۹۰ء سوموار کو ہوگی۔

کلیان مارگ

وقت کا صحیح استعمال کرو (۲۳۲)

"اِنسانی زندگی کا وقت ایک بیش قیمتی چیز ہے، عقلمند اِنسان وہ ہے جو اِس کا صحیح استعمال کرتا ہے یعنی اس میں نام اور بھگتی کی سچی کمائی کرتا ہے۔ اس کے برعکس جو اِسے دُنیاوی، مایاوی اور جسمانی خواہشات کی پُورتی میں خرچ کرتا ہے وہ مانو وقت کی بیش قیمت دولت فضول برباد کرتا ہے ایسا اِنسان عقلمند کبھی بھی نہیں کہا جا سکتا۔"

تشریح:- مان لو ایک اِنسان ایک گھنٹہ میں دس بیس روپیہ کماتا ہے اور دُوسرا اِنسان اُسی وقت میں جُوا کھیل کر دس بیس روپیہ ہار جاتا ہے تو اُن دونوں میں عقلمند اُسے ہی کہیں گے جو اُس وقت میں کمائی کرتا ہے۔ یہ دُنیاوی مثال ہے۔ مگر رُوحانی نقطہ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو یہی فرق، نام اور کام میں ہے۔ راون اور وبھیشن ـــــ دونوں سگے بھائی تھے۔ اُسی وقت میں وبھیشن نے اپنی سُرتی کو پربھو نام میں لگایا، دم دم میں نام کی کمائی کی اور اپنا لوک پرلوک سنوار لیا، جبکہ راون نے اپنی سُرتی کو اُسی وقت میں دُنیاوی، مایاوی اور جسمانی خواہشات میں اُلجھایا، جس سے اُس کا لوک پرلوک بگڑ گیا۔ وقت تو دونوں کا گذر گیا، لیکن ایک نے اپنے وقت کا صحیح استعمال کیا اور جبکہ دوسرے نے اپنے وقت کا غلط استعمال کیا۔ اور دونوں کا انجام بھی علیحدہ علیحدہ

ہوا۔ اپنے وقت کا غلط استعمال کرنے کے انجام کار راون کو آج کوئی عقلمند نہیں کہتا۔ اُس کے بارے میں تو پرم سنت شری کبیر صاحب نے فرمایا ہے کہ :-

لنکا گڑھ سونے کا بھیا مورکھ راون کیا لے گیا

(گورو بانی)

مہا پرشوں نے اُس کے لیئے مورکھ کا لفظ استعمال کیا ہے، عقلمند تو نہیں کہا۔ عقلمند تو اُسے تب کہا جاتا اگر وہ اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتا اور اُس میں نام بھگتی کی کمائی کرتا۔ کیونکہ ست پرشوں کی نگاہوں میں :-

سوئی چتر سیانا پنڈت سو سورا سو دانا

سادھ سنگت جن ہر ہر جپیو نانک سو پروانا

(گورو بانی، سارنگ محلہ ۵)

مطلب :- وہی ہوشیار، سیانا اور پنڈت ہے اور وہی بہادر اور دانا ہے جو سنتوں ست پرشوں کی صحبت میں مالک کے نام کا سُمرن کرتا ہے۔ شری گورو نانک دیو جی فرماتے ہیں کہ مالک کے دربار میں وہی پروان ہوتا ہے، یعنی اُس کو جگہ ملتی ہے، وہی سرخرو ہوتا ہے۔

یہ ست پرشوں کے اٹل فیصلے ہیں۔ شروعات کے ارشادات میں اس لیئے ہمیں ہوشیار کیا گیا ہے۔ اور حقیقی نفع نقصان کا علم کراتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ اپنا بیش قیمتی وقت دُنیاوی، مایاوی اور جسمانی خواہشات میں برباد کر کے اپنا نقصان مت کرو۔ ایسا کرنا کوئی سمجھداری کا کام نہیں ہے۔ عقلمندی اور سمجھداری تو اپنے وقت کا صحیح استعمال کر کے اور اُس میں

نام اور بھگتی کی کمائی کر کے سچا فیض اُٹھانے میں ہے تاکہ انسان جب مالک کے دربار میں جائے تو یہ سچا منافع اُس کے پاس ہو جس سے اُسے وہاں عزت ملے۔ ست پُرشوں کے بچن ہیں کہ:۔

لاہد ملے تو ٹا ہرے ہر درگاہ پتونت
رام نام دھن سنچوے ساچ ساہ بھگونتا
اُوٹھت بیٹھت ہر بھجو سادھو سنگ پریت
نانک دُرمت چھُٹ گئی پاربرہم بسے چیت

(گورو بانی)

مطلب :۔ جو انسان مالک کے نام رُوپی دھن کو اکٹھا کرتا ہے، وہ خوش قسمت ہو جاتا ہے، شاہوکار بن جاتا ہے۔ اُسے زندگی میں روحانی فیض ہی فیض ملتا ہے۔ اُس کی زندگی میں کبھی کوئی کمی نہیں رہتی اور وہ مالک کے دربار میں عزت پاتا ہے۔ اس لئے اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت مالک کا بھجن سمرن کرو اور سنت ست پُرشوں کی صحبت میں پریم رکھو۔ جو انسان اس طرح کی زندگی بنا لیتا ہے۔ اُس کی کھوٹی عقل ختم ہو جاتی ہے اور پرماتما ہمیشہ کے لئے اُس کے دل میں آ بستا ہے۔

جو مہا پُرشوں کی نصیحتوں کو مان کر اُس پر عمل کرتے ہیں یعنی اپنے وقت کا صحیح استعمال کرتے ہیں اور نام بھگتی کی کمائی کرتے ہیں، وہ اپنا لوک پرلوک سنوار لیتے، لیکن جو من متی مطابق فعل کرتے ہیں، اُن کا نہ یہ لوک بنتا ہے اور نہ پرلوک سنورتا ہے۔ جب تک وہ زندہ رہتے ہیں اُنہیں کئی طرح کی دُنیاوی، مایاوی اور جسمانی خواہشات ستاتی رہتی ہیں اور وہ اُن کے غلام بنے رہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ بھوکے رہتے ہیں اور مرنے کے بعد یہی خواہشات اُنہیں چوراسی کے چکر میں گھماتی رہتی ہیں۔

اس لئے وچاروان گورمکھ لوگ جنہیں ست پُرشوں کی صحبت

کی بجرو طبک و ویک و چار کی آنکھیں کھل گئی ہیں، اِن خواہشات کے چکر میں نہیں پڑتے۔ وہ اُن کے بُرے انجام سے اچھی طرح واقفکار ہیں، اِس لیئے وہ اِن سے کنارہ کر کے اپنا وقت بھجن سمرن میں لگاتے ہیں۔ اپنی پرار بدھ پر صابر رہتے ہوئے وہ زندگی کے بیش قیمت وقت میں نام اور بھگتی کی کمائی کے لئے کوشش اور محنت کرتے ہیں، خواہشات کی پورتی کے لیئے نہیں، وہ مہا پرشوں کے اِن بچنوں پر عمل کرتے ہیں۔

اُدم کرو وڈ بھا گیو سمرو ہر ہر رائی
نانک جس سمرت سب سکھ ہو وہی دُوکھ درد بھرم جائی

(گوروبانی، آسا محلہ ۵)

سنت پُرش فرماتے ہیں کہ ہے خوش قسمت جیوؤ! جس مالک کی یاد سے سب سکھ حاصل ہوتے ہیں اور دُکھ درد بھرم وغیرہ سب دُور ہو جاتے ہیں، ہمیشہ اُس کی یاد کرو اور اُس کی یاد کی ہمیشہ کوشش کرو۔

مگر ناسمجھ اِنسان سنتوں مہاپرشوں کے بچنوں پر وشواس نہ کر کے من کے دھوکے میں آکر مایاوی اور جسمانی خواہشات میں اپنی سُرت کھپنسا لیتے ہیں جس سے وہ اپنا بھاری نقصان کر لیتے ہیں۔

ایک سنت پھرتے پھراتے ایک گاؤں کی طرف آنکلے۔ اُن کے ساتھ اُن کا ایک سیوک بھی تھا۔ گاؤں والوں نے اُن کی بڑی عزت کی۔ اُن کا پریم دیکھ کر سنت بڑے خوش ہوئے اور دو تین دن وہاں رہ کر ست سنگ اُپدیش کیا اور مالک کے نام اور بھگتی کی مہما کا ذکر کیا۔ جب وہ وہاں سے جانے لگے تو گاؤں والوں نے یہ کہہ کر آٹھ پوڑیاں اور سبزی کمنڈل میں ڈال دی کہ یہ راستے میں آپ کے کام آئیں گی۔

اُن گاؤں والوں میں ایک منمکھ بھی تھا۔ ست سنگ اور نام

شمرن میں اُس کی ذرہ بھی توجہ نہ تھی، کیونکہ وہ جسم اور اندریوں کا غلام تھا۔ دوسرے گاؤں والوں کے کہنے سُننے پر مجبوراً وہ ست سنگ میں آگیا تھا۔ اب جبکہ اُس نے گاؤں والوں کو مہاتما جی کے کمنڈل میں پوری سبزی رکھتے دیکھا، تو اُس نے سوچا۔ اِن کے ساتھ رہنے میں تو بڑا مزہ ہے۔ لوگ خاطر تواضع بھی کرتے ہیں اور طرح طرح کے لذیذ پکوان بھی کھلاتے ہیں، پھر کچھ محنت مزدوری بھی نہیں کرنی پڑتی۔ یہ سوچ کر اُس نے مہاتما جی کے چرنوں میں گذارش کی۔ آپ سنت ہیں، دیالو ہیں، مجھے بھی آپنے ساتھ رکھ لیجیے۔ آپ کے ساتھ رہنے سے میرا بھی بھلا ہو جائے گا۔

یہ سُن کر ایک بھگت جی نے مہاتما جی سے گذارش کی ــــ مہاتما جی اِس کا من بڑا چنچل ہے اور یہ دھن کا اور کھانے پینے کا بڑا لالچی ہے۔ اس کے علاوہ اِسے چوری کرنے کی بھی عادت ہے اور جھوٹ بولنے میں تو سب سے آگے ہے۔ اس لیے اسے اپنے ساتھ مت رکھیے۔

لیکن مہاتما جی یہ سوچ کر کہ کہیں ہمارے ساتھ رہتے اور ست سنگ سُننے سے یہ سُدھر جائے اور یہ اپنی خراب عادتیں چھوڑ کر شمرن بھجن کی طرف مائل ہو جائے، اُسے اپنے ساتھ رکھنے میں راضی ہو گئے۔ راستے میں اُس شخص کی نظر برابر کمنڈل پر لگی رہی۔ وہ من میں سوچنے لگا کہ مہاتما جی آٹھ پوڑی کیسے تقسیم کریں گے، کیونکہ ہم لوگ تو تین ہیں۔ شاید وہ تین پوڑیاں خود کھائیں اور تین اپنے سیوک کو دیں گے، کیونکہ بہت دِنوں سے ساتھ ہونے کی وجہ سے مہاتما جی کو مجھ سے زیادہ پیارا ہوگا ہی، اس طرح مجھے تو صرف دو پوڑیاں ہی ملیں گی۔ اِس لیے کوئی داؤ لگانا چاہیے اور دو پوڑی پہلے ہی ہڑپ لینی چاہیئے۔ جب کھانے کا وقت آئے گا اور مہاتما جی پوڑی تقسیم

کرنے لگیں گے تو چھ پوڑی دیکھ کر دو تو مجھے دیں گے ہی - اس طرح میرے حصے میں چار پوڑی آجائیں گی اور میں فائدے میں رہوں گا۔

عام دُنیا داروں کی یہی حالت ہے۔ زندگی میں اگر کھانے پینے کو اچھا ملتا رہے تو وہ اپنے کو خوش قسمت سمجھتے ہیں اور اسی میں ہی زندگی کا فیض اور کامیابی مانتے ہیں۔ آپ کسی بھی دُنیا دار انسان سے پوچھو کہ کہو بھائی! کیا حال چال ہے؟ مزے سے تو ہو؟ اس سوال کا یا تو یہ جواب ملے گا کہ بھگوان کی بڑی رحمت ہے، دال روٹی اچھی چل رہی ہے اور یا پھر یہ جواب ملے گا کہ آجکل بڑی پریشانی میں ہیں، دونوں وقت کا کھانا بھی پورا نہیں پڑتا۔ عام دُنیا دار انسان اکثر انہیں خیالوں کے ہوتے ہیں۔ اگر کھانے پینے پہننے کو اچھا مل گیا تو وہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کامیاب ہو گئی اور زندگی کا سچا فیض اُٹھا لیا۔ اس بات کو وہ نہیں جانتے کہ زندگی کا سچا فیض تو بھجن سمرن کرنے میں ہے اور اسی سے زندگی کامیاب ہوتی ہے۔ اگر زندگی میں اچھے اچھے پدارتھ کھا لئے، اچھے اچھے کپڑے پہن لئے اور بھجن بھگتی نہ کی تو پھر زندگی میں کیا ہی کیا۔ اور اس کا انجام بھی اُنہیں بھگتنا پڑے گا۔ ست پرشوں کے بچن ہیں کہ:-

دوہا

رات گنوائی سوئے کر دِوس گنوایو کھائے
ہیرا جنم امول تھا کوڑی بدلے جائے

سُکے کھاوتلکے سووتا اور نہ کوئی چیت
ستگورو شبد لیا رہا آدی انت کا میت

یہ اوسر چیتیو نہیں پشو جیوں پالی دیہہ
ست نام جانیو نہیں انت پڑے مکھ کھیہہ

اُچل پہرے کا پڑے پان سُپاری کھا ہنی
سو ستگورو کو بھگتی بِن باندھے جم پُور جا ہنی

(پرم سنت شری کبیر صاحب)

فقیروں کا بھی فرمان ہے :-

شعر

خوُردن برائے زیستن و ذِکر کردن است
تو معتقد کہ زیستن از بہر خوُردن است

(شیخ سعدی صاحب)

مطلب :- اَے اِنسان! کھانا پینا اِس لئے ضروری ہے کہ زندگی تندرست رہ سکے اور مالک کا بھجن سمرن کیا جا سکے۔ مگر غلط فہمی سے تُونے یہ سمجھ لیا ہے کہ زندگی صرف کھانے پینے اور خواہشات کی پُورتی کے لئے ہے۔

چلتے چلتے راستے میں ایک دریا آیا۔ مہاتما جی نے اُس شخص کو کہا تُم یہاں بیٹھو ہم لوگ نہا لیں۔ بعد میں تم بھی نہا لینا۔

یہ کہہ کر مہاتما جی اور اُن کا سیوک نہانے کے لئے دریا میں اُترے۔ موقعہ دیکھ کر اُس شخص نے کمنڈل میں سے دو پُوڑی نکال کر ہڑپ کر لیں۔ مہاتما جی کے نہانے کے بعد اُس شخص نے نہایا، اُس کے بعد سب کھوجن کرنے بیٹھے۔ مہاتما جی نے کمنڈل سے پوڑی نکالیں، تو دیکھا کہ پوڑی تو چھ ہیں۔ مہاتما جی سمجھ گئے کہ دو پوڑی اُس شخص نے نکال کر کھا لیں ہیں۔ اُنہوں نے اُس سے پُوچھا۔ گاؤں والوں نے کمنڈل میں آٹھ پُوڑی رکھیں تھیں، مگر اب چھ ہیں۔ کیا دو پُوڑی تم نے کھائی ہیں؟

اُس نے فوراً جواب دیا۔ میں نے تو نہیں کھائیں

مہاتما جی سوچنے لگے — گاؤں والوں نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ اِس شخص کا من بڑا ہی چنچل ہے۔ اِس میں چوری کی بھی عادت ہے اور جھوٹ بولنے کی بھی۔ اِس کی ہمارے ساتھ نبھنا مُشکل ہے۔ خیر! کچھ دِن دیکھتے ہیں۔

یہ سوچ کر مہاتما جی نے دو دو پوڑی آپس میں بانٹ لیں اور کھا پی کر آگے کی مُسافت کی تیاری کی۔ دَریا پہ نہ کوئی پُل تھا اور نہ ہی کوئی کشتی تھی، اِس لیئے دَریا پار کرنے کے لئے مہاتما جی اپنے سیوک کے ساتھ دریا میں اُترے اور بآرام ہی اُس پار پہنچ گئے اور وہ شخص لگا غوطے کھانے اور چلاتے۔ مہاتما جی نے کہا — بھگوان کا نام لو اور پار ہو جاؤ۔

مہاتما جی کے کہے مُطابق بھگوان کا نام لیا اور پار ہو گیا۔ مہاتما جی نے کہا — جس بھگوان نے تمہیں دریا سے پار کیا ہے اُس کو ہر جگہ موجود جان کر سچ سچ بتلاؤ کہ کیا تُم نے چوری کر کے دو پوڑی کھائی ہیں؟

اُس نے جواب دیا — سوامی جی! سچ کہتا ہوں میں نے پوڑیاں نہیں کھائیں۔ اُس کا وہ جواب سُن کر مہاتما جی خاموش ہو گئے اور آگے چل دیئے۔ آگے جنگل پڑتا تھا۔ جب وہ اُس جنگل میں سے جا رہے تھے اُنہیں ایک شیر نظر آیا۔ شیر کو دیکھ کر وہ شخص ڈر کے مارے لگا تھر تھر کانپنے اور چلانے کہ مہاتما جی! مجھے اِس مُصیبت سے بچاؤ۔

مہاتما جی نے کہا۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ بھگوان کا نام لو اور ہمارے ساتھ ساتھ چلے آؤ۔

وہ شخص جلدی جلدی بھگوان کا نام لینے لگا اور شیر اپنے راستے چلا گیا۔ یہ دیکھ کر اُس شخص کی جان میں جان آئی۔ مہاتما جی نے کہا — جس بھگوان نے تمہیں شیر کے مُنہ سے بچایا اُسے سب جگہ موجود جان کر سچ بتاؤ کہ کیا تُم نے پوڑیاں کھائی تھیں؟

اُس شخص نے پھر وہی جواب دیا۔ سوامی جی میں نے پوڑیاں

نہیں کھائیں۔ میں آپ سے سچ کہتا ہوں۔

آگے جانے پر راستے میں ایک سونے کی اینٹ پڑی ہوئی ملی۔ یہ دیکھ کر اُس آدمی کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا اور وہ اُسے اُٹھانے کے لئے جیسے ہی آگے بڑھا کہ مہاتما جی نے فوراً اینٹ اُٹھالی اور بولے ——— اِس میں ہم تینوں حصّے دار ہیں۔ اب ایسا کرتے ہیں کہ اِس کے چار حصّے کرتے ہیں۔ اِن میں سے ایک ایک حصّہ تو ہم تینوں لے لیں گے اور چوتھا حصّہ اُسے ملے گا جس نے کمنڈل میں سے پوڑیاں نکال کر کھائیں ہوں گی۔

یہ سُن کر وہ مُنمکھ فوراً بول اُٹھا۔ سوامی جی! آپ تو انتریامی ہیں، آپ سے بھلا کیا چھپا ہے۔ میں تو ہنسی کر رہا تھا ورنہ سچ تو یہ ہے کہ پوڑیاں میں نے ہی کمنڈل میں سے نکال کر کھائی تھیں۔ اب تو چوتھے حصّے کا دعوے دار میں ہی ہوں نہ؟

مہاتما جی اُس کا جواب سُن کر مُسکرائے تو وہ مُنمکھ پھر بول اُٹھا۔ آپ تو سنت ہیں۔ آپ اِس سونے کو لے کر کیا کریں گے۔ آپ کے پاس تو رِدھی سِدھی رہتی ہیں جو ہر وقت آپ کی خدمت کرنے کو تیار رہتی ہیں۔ پھر آپ کے دل میں دُنیاوی اسباب اور سُکھوں کی چاہ بھی نہیں ہے کہ آپ کو اُن کو حاصل کرنے کے لئے دولت کی ضرورت ہو۔ آپ کا سیوک بھی تیاگی بیراگی ہے۔ یہ بھی سونا لے کر کیا کرے گا؟ مگر میں تو ایک دُنیادار اِنسان ہوں۔ دُنیا داروں کے دِل میں تو لاکھوں خواہشات ہوتی ہیں جن کو پورا کرنے کے لئے دھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِس لئے برائے مہربانی یہ اینٹ مجھے ہی دے دیجیے۔ میں ابھی لوٹ جاؤں گا۔

مہاتما جی نے اُسے بہت سمجھایا کہ تمہارے دِل میں جتنی بھی خواہشات ہیں ——— چاہے وہ دُنیاوی ہیں، مایاوی یا جسمانی ہیں ———

سب کو باہر نکال پھینکو، کیونکہ یہ سب کال کے جال ہیں پھنسا کر چوراسی کے چکر میں لے جانے والی ہیں۔ یہ خواہشات تو ایک طرح کا چوگا ہے۔ جو کال نے جیو کو اپنے جال میں پھسلنے کے لئے دُنیا میں پھیلا رکھا ہے۔ جو اس جال میں پھنس گیا وہ نیچ جونیوں میں عرصہ دراز تک بھٹکتا رہتا ہے اور بیمدُوتوں کی کئی طرح تکلیفیں سہتا رہتا ہے۔ ان دُکھوں کا ذِکر ست اِس طرح کرتے ہیں:-

دوہا

سبھو مرتیو کے سمے پیڑا ہوئے اپار
بیچھو ایک ہزار جیوں ڈنک لگے اِکسار
پکڑ باندھ جم لے چلے دھرم رائے کے پاس
کہئی بار آگے گئے چھین جہاں تراس
کئی سبھانتی کے ڈنڈ ہیں سہجو نانا تراس
نرک کنڈ دُکھ بھگت کر پھر چوراسی باس

اس لئے ان خواہشات کو ترک کر بھگوان کے نام کو دل میں بساؤ جو سبھی دُکھوں، تکلیفات اور مصیبتوں سے بچانے والا۔ جنم مرن کے چکر سے چھڑانے والا اور لوک پرلوک میں سچا سُکھ بخشنے والا ہے۔ انسانی زندگی کا یہ نایاب موقعہ اس لئے ملا ہے کہ اِس میں جیو نام کا سُمرن کرے یہی زندگی کا سچا فیض اور اِس سُنہری وقت کا صحیح استعمال ہے۔ اگر ایسا سُنہری موقعہ خواہشات کے چکر میں پڑ کر اُنہیں کی پُورتی میں خرچ کر دیا تو یہ خواہشات تو کبھی پُوری ہونگی نہیں۔ وقت کی بیش قیمت دولت یونہی برباد ہو جائے گی۔ سنتوں کے بچن ہیں کہ:-

دوہا

یہ اوسر دُرلبھ ملے اچرج مُنشا دیہہ

لا بھ یہی سہجو کہے — ہری سمرن کر لیہہ
جنم مرن بندھن کٹے — ٹوٹے جم کی پھانس

رام نام لے ہے سہجیا — ہوئے نہیں جگ ہانس
جو راسی کے دُکھ چھٹیں — چھین نرک تراس
رام نام لے سہجیا — جم پور مِلے نہ باس
(سنت سہجو بائی جی)

لیکن چکنے گھڑے پر جیسے پانی نہیں ٹھہرتا ویسے ہی اُس مُشکھ کے من پر بھی سنتوں کے بچنوں کا کوئی اثر نہ ہُوا۔ یہ دیکھ کر سنتوں نے کہا۔ ٹھیک ہے، نجات کا راستہ چھوڑ کر اگر تمہارا کال کے مُنہ میں جانے کا ارادہ ہے تو جاؤ۔ یہ سونے کی اینٹ تم ہی لے جاؤ ہمیں سونا لے کر کیا کرنا ہے۔

یہ سُن کر مُشکھ بہت خوش ہُوا اور مہاتماجی سے فوراً سونے کی اینٹ لے کر اُن کی طرف پیٹھ کر اور تیزی سے گھر کی طرف قدم بڑھائے جب راستے میں اُسی جنگل میں سے جا رہا تھا تو وہی شیر اُسے پھر ملا اور دیکھتے ہی اُس پر جھپٹا اور تھوڑی ہی دیر میں اُسے چیر پھاڑ کر کھا دیا۔ سونے کی اینٹ وہیں پڑی رہ گئی اور سب کی سب خواہشات بھی من کی من میں ہی رہ گئیں۔ جیسے خالی ہاتھ آیا تھا ویسے ہی خالی ہاتھ اِس دُنیا سے چلا گیا۔

دوہا

دین گنوایو دُنی سیوں — دُنی نہ چالی ساتھ
پاؤں کُلہاڑا ماریا — مُورکھ اپنے ہاتھ
(پرم سنت شری کبیر صاحب)

یہ سب اس لئے ہُوا کیونکہ وہ مَن کا غلام تھا، اُس میں سوجھ بوجھ نہیں تھی، اگر وہ سمجھدار ہوتا تو سوچتا کہ سونا اگر اصل چیز ہوتی تو مہاتما جی ساری کی ساری اینٹ اُسے کیوں دے دیتے؟ حقیقی چیز تو مالک کا نام ہے جس کے سہارے دریا تو کیا بحرِ دُنیا سے بھی بآسانی پار ہُوا جا سکتا ہے۔ جس کی بدولت کال رُوپی شیر بھی راستہ چھوڑ دیتا ہے اِس زندگی میں تو نام انگ سنگ رہ کر ہر مصیبت اور پریشانی سے بچاتا ہی ہے۔ پرلوک میں جاتے وقت جب دھن دولت اور دُنیاوی اسباب وغیرہ سب ساتھ چھوڑ جاتے ہیں۔ اُس وقت بھی نام جیو کے سنگ ساتھ رہتا ہے اور مالک کے دربار میں سرخروئی دلاتا ہے۔ اِس طرح خواہشات جہاں جیو کو نیچ جُونیوں میں پھراتی اور خوار کرتی ہیں، وہاں مالک کا نام جنم مرن کے چکر اور دُکھوں تکلیفوں سے نجات دلاتا اور دائمی سُکھ بخشتا ہے۔

اس لئے کہا جاتا ہے کہ نام سمرن کرنے میں ہی زندگی کا سچا فیض ہے اور نام سمرن میں وقت کو لگانا ہی وقت کا صحیح استعمال ہے۔ مہاپُرشوں نے بھی شروعات کے ارشادات میں یہی فرمایا ہے جو مہاپُرشوں کے اِس ارشاد پر عمل کر کے زندگی کے قیمتی وقت کا صحیح استعمال کرتا ہے۔ وہ اِس جہان میں زندگی بھی سُکھ آنند سے بسر کرتا ہے اور اُس کا پرلوک بھی سنور جاتا ہے۔ ایسا انسان درحقیقت سمجھدار اور عقلمند ہے۔





بطرز: سیوا گورو کی کرنا ہے۔

ٹیک: ورش نیا یہ آیا ہے — پیغام خوشی کا لایا ہے
درشن تیرا پا کر کے — دھن دھن بھاگ بنایا ہے

۱۔ نئے ورش کی اے پربھو جی — تم کو لاکھ ودھائی ہے
تیری پاون کرپا سے — یہ گھڑی اُنوپم پائی ہے
چرنوں میں تیرے سر کو جھکا کر — سب دُکھ درد مٹایا ہے

۲۔ بیتے ورش میں اے داتا جی — ہوئے جو بھاری گناہ ہم سے
بخش دینا پربھو ہم جیوؤں کو — بنتی اتنی سی ہے تم سے
بخشنہارے تم ہو جگ میں — یش سنسار میں چھایا ہے

۳۔ نئے ورش میں اے سوامی جی — ہم کو یہ وردان ملے
تیرے پاون پریم کا ہم کو — تھوڑا سا پربھو دان ملے
پیار تیرا پانے کی خاطر — دوار بھکاری آیا ہے

۴۔ رہے سلامت راج تیرا پربھو — ہم دینوں کی یہی دعا ہے
تیرے پریم پجاری بن کر — آتے رہیں تیرے دوار سدا
داس داس کے ہردے میں بس — یہی بھاؤ سمایا ہے

ست اپدیش

طالبِ علم کی زندگی میں ایک کہانی پڑھی تھی، یہاں صرف اُس کا لُبِ لُباب دیا جاتا ہے۔ ایک دریا کے کِنارے واقعہ ایک گاؤں کے دو لڑکے ریت سے کھیل رہے تھے۔ ایک نے ریت کا بہُت خوبصورت ایک گھر بنایا۔ اُسے دیکھ کر وہ بڑا خوش ہُوا اور اپنے ساتھی سے اُس کی تعریف کرنے لگا۔ تبھی دُوسرے لڑکے نے پاؤں کی ایک ہلکی سی ٹھوکر ماری اور وہ گھر پلک جھپکتے ہی گر گیا۔

اب یہ کہانی تو بہُت لوگوں نے پڑھی اور پڑھ کر کتاب ایک طرف رکھ دی ہوگی عام طور پر دُنیا میں یہی کچھ ہوتا ہے کہ کوئی کہانی پڑھی سُنی اور بس! کچھ دیر کے لئے من بہلا لیا۔ عام دُنیا داروں کی نظروں میں اِس سے زیادہ اہمیت قصّے کہانیوں کی نہیں ہوتی، مگر پرمارتھی اِنسان کے لئے اس کہانی میں نصیحت حاصل کرنے کا بہُت مصالہ موجود ہے۔

اِنسانی جسم بھی ریت کے ایک گھر کی طرح ہی ہے جو کال کی ذرا سی ٹھوکر لگتے ہی برباد ہو جائے گا۔ اگرچہ اس کے اندر موجود رُوح، جس کی بدولت یہ چلتا پھرتا ہے اور دُوسرے سب طرح کے کام کرتا ہے، قائم دائم اور بقا ہے۔ مگر جسم کی حیثیت ریت کے گھر سے قطعی زیادہ نہیں ہے

"دُنیا میں جس نے بھی جنم لیا ہے، وہ موت کا پروانہ بھی ساتھ لے کر آیا ہے، یہ ایک پکی بات ہے۔ دُنیا میں یہ ایک اُصول ہے کہ اگر کسی کے نام کوئی پروانہ جاری ہوتا ہے۔ تو اُس کی کوئی نہ کوئی تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ لیکن موت کی کوئی تاریخ مقرر نہیں۔ موت کب آجائے اس کا کوئی بھروسہ نہیں۔ کوئی پتہ نہیں کہ کال کب ٹھوکر لگائے اور جسم رُوپی یہ گھر گر جائے نہ جانے کب کس حالت میں موت آجائے، جس جسم کی ایسی حالت ہو کہ یہ کب برباد ہو جائے گا۔ اُس پر غرور کرنا اور اُس پر اِترانا کیا واجب ہے؟"

شری پرم ہنس ادویت مت کے بانی شری پرم ہنس

دیال جی نے ایکبار شری وچن فرمائے کہ ایک راجا بڑی شان شوکت سے اپنے کچھ سپاہیوں کے ساتھ شکار کو جانے کے لئے تیار ہوا۔ وہ ایک سجے سجائے اعلےٰ گھوڑے پر سوار ہو کر بڑے غرور اور اکڑ کے ساتھ روانہ ہوا۔ ابھی راجدھانی سے کچھ ہی دور گیا ہوگا کہ ایک لاغر اور کمزور بہت ہی لمبے قد کا آدمی نظر آیا۔ اُس نے راجا کو مخاطب کر کے کہا کہ میں تنہائی میں آپ سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو راجا نے غرور کے زیر اُس کی بات تک نہ سُنی، مگر جب اُس نے کئی دفعہ غریبی سے کہا، تو راجا اُس کی بات سُننے کو تیار ہو گیا، مگر گھوڑے سے نہ اُترا۔ وہ آدمی غیر معمولی طور سے لمبا تھا ہی۔ اُس نے راجا کے کان میں کہا ـــــ میں کوئی معمولی آدمی نہیں، مجسم کال ہوں اور آپ کی جان لینے آیا ہوں۔

یہ الفاظ سُنتے ہی راجا ڈر کے مارے پیلا پڑ گیا اور بولا ـــــ مجھ کو تھوڑی فرصت دو تاکہ میں اپنے رشتے داروں اور بال بچوں سے مِل لوں۔

کال نے اُس کی گردن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ـــــ ایک پل کی فرصت بھی میں نہیں دے سکتا۔
یہ سُنتے ہی راجا کی گھگھی بندھ گئی۔ بڑی مشکل سے اُس کے مُنہ سے آواز نکلی ـــــ اچھا! مجھے گھوڑے سے نیچے اُتر لینے دو۔
کال نے کہا ـــــ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔
اور یہ کہہ کر اُس کی جان نکال لی۔ راجا کا سارا غرور اور اکڑ دھوڑ میں مِل گئی۔
ایسا ناپائیدار ہے۔ اِنسانی جسم، مگر عام دُنیا دار انسان اپنی موت کو پوری طرح بھُولا ہُوا ہے۔ وہ اپنے من میں یہی سمجھتا ہے کہ شاید اُسے ہمیشہ یہیں رہنا ہے اور ایسا سمجھ کر نہ صرف وہ غرور میں بھُولا پھرتا ہے، بلکہ لمبی چوڑی یوجنائیں بنانے اور دھن دولت اکٹھے کرنے میں ہی دن رات مُستغرق ہے لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ:۔

شعر

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

سنت سندر داس جی کے بھی بچن ہیں کہ:۔

چھند

تے دن چار وِرام لیو سٹھ
تیرے کہے کچھ ہوئی گئی تیری
جیسے باپ دَدا گئے چھاڈ سو
مار ہے تُو تج ہے پل کیپھیری

مار ہے کال چپیٹ اچانک
ہوئی گھریک میں خاک کی ڈھیری
سُندر رے نہ چلے کچھ بہ سنگ
بھول کہے تر مور ہی موری

اِنسان اپنے دِل میں خود ہی قیاس کر کے دیکھے کہ اُس کے دیکھتے دیکھتے کتنے ہی رشتے دار، دوست اور دُوسرے لوگ اس دُنیا سے جُدا نہیں ہو گئے؟ تب کیا وہ ہمیشہ یہیں رہے گا؟ قطعی نہیں جو اِنسان ایسا سوچتا ہے، وہ بھول اور بھرم کا شکار ہے۔ اِس دُنیا میں نہ کوئی ہمیشہ رہا ہے اور نہ ہی رہ سکتا ہے۔ مگر اِنسان ہے کہ اِس حقیقت کی طرف سے آنکھیں بند کئے ہوئے ہے اس کے من میں یہ خیال تک پیدا نہیں ہوتا کہ اُس نے بھی ایک دِن موت کے مُنہ میں چلے جانا ہے۔ اگرچہ سنت مہا پُرش اِس بارے میں صاف صاف الفاظ میں خبردار کرتے ہیں کہ:-

فریدا کتھے تیڈے ماپیا جنہی تُو جنیوہی
تے پاسوں اوئی لد گئے تُو اجے نہ پتینوہی
(گورو بانی)

سنت فرید صاحب اپنی طرف اشارہ کر کے سب کو ہدایت کرتے ہیں کہ اے فریدا غور سے دیکھو کہ تمہارے ماں باپ کہاں ہیں جنہوں نے تمہیں پیدا کیا تھا؟ وہ تمہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور تمہیں ابھی بھی وِشواس نہیں ہوا کہ دُنیا فانی ہے اور سب کو یہاں سے جانا ہے۔

بھرتری ہری جی ویراگ شتک کے ۳۹ شلوک میں فرماتے ہیں۔ جس کا مطلب مندرجہ ذیل ہے۔

جس گھر میں پہلے بہت لوگ تھے، اُس میں ایک ہی رہ گیا ہے۔ جس گھر میں ایک تھا، اُس میں اب بہت ہو گئے ہیں، پر آخر میں ایک بھی نہ رہا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ کال دیوتا کالی کے ساتھ دُنیا رُوپی چوپڑ میں دن رات رُوپی سوا نسوں کو لُڑھکا کر اور اِس دُنیا کے لوگوں کو گوٹی بنا بنا کر کھیل رہا ہے۔

مطلب یہ کہ موت سب کے لئے لازمی ہے۔ اِنسان روزمرّہ اپنی آنکھوں سے اپنے رشتے داروں، نزدیکی دوستوں اور دُوسرے لوگوں کو موت کے مُنہ میں جاتے دیکھتا ہے، مگر پھر بھی اُسے اپنی موت یاد نہیں رہتی۔ کچھ ایک کو شمشان پر جا کر بیراگ ہوتا ہے، مگر وہ بیراگ بھی ناپائیدار ہوتا ہے۔ گھر واپس ہوتے ہی وہ سب کچھ بھُول جاتے ہیں اور دُنیا کے کام کاج میں پہلے کی طرح ہی لگ جاتے ہیں۔ دُوسرے دُوسرے لوگوں کو کال کے مُنہ میں جاتے دیکھ کر تو ہوشیاری ایک طرف رہی، اپنے جسم میں بیماری اور بڑھاپا دیکھ کر بھی اُسے خیال نہیں آتا کہ یہ جسم فانی ہے۔ یہ کتنی حیرت کی بات ہے۔

مہابھارت کے آرنیہ پرب میں ایک قصّہ آیا ہے جہاں یکش نے دھرم راج یُدھشٹر سے بہت سے سوال پُوچھے ہیں۔ جن کے بالکل مناسب جواب دھرم راج یُدھشٹر نے دئے ہیں۔ اُنہیں میں سے ایک سوال تھا:۔

سب سے بڑھ کر کونسی دُنیا میں ہے حیرت کی بات؟

یُدھشٹر کا جواب تھا:۔

جا رہے ہیں قافلے مُلکِ عدم کو روز روز
موت کے مُنہ میں لگاتار جا رہے ہیں دِن اور رات
جو ہیں باقی موت سے غافل ہوئے وہ اِس قدر
پیش آنی ہے نہیں گویا اُنہیں یہ واردات

ہم نہیں مرنے کے دائم ہے ہماری زِندگی
جاؤدانی سمجھتے ہیں زِندگی بے بساط
موت کا لُقمہ ہے انسان پھر بھی بھُولا موت سے
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو گی بھلا حیرت کی بات

کِتنی سچائی ہے اِس جواب میں، دُنیا کا ہر ایک انسان اپنی موت کو بھُولا ہُوا ہے۔ مہا پرُش اِس غفلت کی نیند سے بیدار کرتے ہیں کہ اَے اِنسان! تو کس بھُول اور بھرم میں پڑا ہُوا ہے غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور دُنیا کی حقیقت کو ست پرُشوں کے بچنوں کی روشنی میں آنکھیں کھول کر دیکھ۔ اُن کے اُپدیش ہیں۔

دوہا

باری باری آپنی چلے پیارے مِنت
تیری باری جیرا نیرے آوے ہِنت
مالی آوت دیکھ کے کلیاں کریں پکار
پھُولی پھُولی چن لئے کالہہ ہماری بار

(پرم سنت شری کبیر صاحب)

ایسی ہی اِنسانی زندگی کی ناپائیداری۔ مگر اِس حقیقت کو بھُول کر اِنسان نے اپنے کو موہ ممتا کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ میرا پریوار، میرا دھن، میرا مکان، میرے رِشتے دار وغیرہ، اِنہیں میں اُس نے اپنی دِل کی تاروں کو اٹکا رکھا ہے۔ وہ اِس بات سے بے خبر ہے کہ یہ جِسم ریت کے گھر کی طرح فانی ہے۔ جب جِسم فنا ہو گیا تو یہ سب کچھ پلک جھپکتے ہی پرایا ہو جائے گا اور جِسم کا ایک پَل کا بھی بھروسہ نہیں سنتوں کے بچن ہیں کہ :-

چھند

سندر محل بلائیت ہیں گج
اونٹ د ما ماد نا اِک دو ہے
تات ہو مات پتا سُت باندھو
دیکھ دھوں پام ہوت وِچھوہ ہے
جھُوٹ پربنچ سیوں راج رہو بیٹھ
کاٹھ کی پُوتری جُوں کپ مو ہے
میری ہی میری کہے نت سُندر
آنکھ لگے کہہ کون کُہو کو ہے
یہ ہم دیس بلائیت ہے گج
یہ ہم سندر یہ ہم ہتھا تی
یہ ہم مات پتا بینی بندھو
یہ ہم پُوت سُو یہ ہم ناتی
یہ ہم کامنی سنگ رہے نت
یہ ہم سیوک ہے دن راتی
سُندر ویسے ہی چھاڈ گیو سب
تیل جریو سو بجھی جب باتی
(سنت سُندر داس جی)

اِنسان جو دمن میں وچار کرے کہ وہ جو دھن دولت پریوار اور مایا کے اسباب کو پاکر میرا میرا کرتا، اُن پر دعوے جتاتا اور غرور کرتا ہے تو کیا اُسے ہمیشہ یہاں رہنا ہے؟ یہاں آج تک کوئی ہمیشہ رہا ہے جو وہ ہمیشہ رہنے کا دعوے کرتا ہے۔ دُنیا میں بڑے بڑے

طاقتور شخص ہوئے ہیں، جنگ میں جنہوں نے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے، مگر کیا وہ کال کے ہاتھوں سے خود کو بچا سکے؟ قطعی نہیں۔ یہاں دھنونتری اور لقمان جیسے دنیا میں مشہور طبیب اور حکیم ہوئے جو پلک جھپکتے میں بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتے تھے کتنے ہی وگیانک (علم دنیوی کے ماہر) ہوئے جنہوں نے دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی کتنی ایجادات کیں۔ ایک سے بڑھکر ایک دارشنک (فلاسفر) ہوئے جنکا لوہا دنیا مانتی تھی، بڑے بڑے امیر ہوئے جنہوں نے دھن سے بہت خزانے بھر لیئے، کتنے یوگی ہوئے جو ردھیوں سدھیوں کے مالک اور دوسرے کے جسم میں داخل ہونے میں ماہر تھے۔ مگر کال کے طاقتور پنجے سے خود کو کوئی نہ بچا سکا۔ اُن کا علم، اُن کی دھن دولت، اُن کی راج حکومت، اُن کی طاقت اُن کی یوگ کی طاقتیں ـــــ سب کے سب دھرے رہ گیئے۔ کوئی چیز بھی کال کے طاقتور پنجے سے بچانے میں اُن کی مدد نہ کر سکی۔ اس لیئے سنت خبردار کرتے ہیں کہ :-

کیا کیا نہ بادشاہوں کا نام و نشاں مٹا
ہر ایک اپنے وقت کا نوشیرواں مٹا
موسم گیا بہار کا رنگ خزاں مٹا
جو گل کھلا اس چمن میں کھلا کے گماں مٹا
دنیا سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل با ہوش باش اجل عنقریب ہے

مطلب :- یہ کہ زندگی بے بقا اور ناپائیدار ہے۔ اسے پائیدار سمجھنا قطعی بھول ہے۔ اس بھول اور بھرم میں جو وقت گذر گیا وہ تو گذر گیا۔ وہ تو اب ہاتھ آنے سے رہا۔ اب جو زندگی

کا وقت باقی ہے۔ اُس کی قیمت اور اہمیت کو سمجھو اور اُس کی قدر کرو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ وقت بھی یونہی ہاتھ سے نکل جائے اور یمراج کے ڈنڈ کی چوٹیں تمہیں سہنی پڑیں۔ اس لئے غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور مالک کی بھجن بھگتی اور سُمرن دھیان کر کے اپنے کو یمراج کے ڈنڈ سے نڈر کر لو۔ یمراج کی مار سے صرف وہی انسان بچے گا جس نے پرماتما کا سُمرن بھجن کیا ہو گا، کیونکہ یمراج کی سزا صرف اُن لوگوں کے لئے ہے جو مالک کی بھجن بھگتی سے بے مُکھ ہیں۔ سنتوں کے بچن ہیں کہ:-

ٹیک:- مت کر جیون کا اعتبار

۱۔ جیوں بالو کا محل بنایا بنست لگت نہ بار
ایسے ہی یہ کایا کاچی رہت نہیں دن چار

۲۔ جا کایا پر گرو کرت ہے رکھے سنبھار سنبھار
کال اچانک آئے کے مُورکھ کر لیگا پل میں چھار

۳۔ میری میری کر سر لادے موہ ممتا کا بھار
دیہہ چھُٹے پھر کا ہے تیرو ہے سے ماہیں وچار

۴۔ پل کا نہیں بھروسہ جگ میں رے من مُگدھ گنوار
چھاڈ کے غفلت سُمرن کر لے پڑے نہ یم کی مار

(سنت بانی)

اِس لئے انسانی زندگی کو ناپائیدار اور بے بقا سمجھ کر اپنا ایک ایک سوانس مالک کی بھجن بھگتی اور سُمرن دھیان میں لگانا ہے اور مندرجہ ذیل دو باتیں ہمیشہ یاد رکھنی ہیں۔ جو اِن دو باتوں کو یاد رکھتے ہیں وہ اپنی جیو آتما کا کلیان کر کے اپنا جنم کامیاب اور سکارتھ کر جاتے ہیں۔ اُن دو باتوں کا ذکر کرتے ہوئے سنت تارائن سوامی جی فرماتے ہیں کہ:-

دوہا

دو باتوں کو بھُول مت　　جے چاہئیں کلیان
نارائین اک موت کو　　دوجے شری بھگوان

★★

اطلاع

۱- سب پاٹھکوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ جن کا آنند سندیش کا چندہ مارچ ۱۹۹۰ء تک ختم ہو گیا ہے۔ وہ اگلے سال اپریل ۱۹۹۰ء سے مارچ ۱۹۹۱ء تک کا ایک سال کا چندہ ۱۸/۰۰ روپے ۳۱ جنوری ۱۹۹۰ء تک ضروری بھیج دیویں تاکہ اُن کو اپریل ۱۹۹۰ء کے ویشیش انک سے محروم نہ رہنا پڑے۔

۲- چندہ بھیجتے وقت اپنا چٹ نمبر (گراہک سنکھیا) ضروری لکھیں۔ چٹ نمبر ہر ماہ آپ کے پتہ کی سلپ پر لکھا ہوتا ہے۔

۳- نئے گاہک اپنا نام اور پتہ صاف صاف لفظوں میں لکھیں۔ پتہ غلط ہونے سے آنند سندیش آپ کو نہیں مل سکے گا۔

★★



بھری رہتی ہے تیرے دل میں خواہش مال و دولت کی
نہیں گنجائش اِس میں ذکرِ حق کی اور طاعت کی
ہوس ہے تھیلیاں زر کی سراہنے جا بہ تکیہ ہوں
تمنّا ہے کہ چاندی کی ہوں گر کڑیاں بھی ہوں چھت کی
جواہر اور زیور سے ہر اِک صندوقچہ پُر ہو
سمجھتا ہے نِشانی اِن کو تُو شان اور شوکت کی
تیری نظروں میں دولت ہی ارے نادان سب کچھ ہے
اِسی کے واسطے تُو نے ہے اپنی عمر غارت کی
بدن کی جان کی صحت کی کچھ پرواہ نہیں تجھ کو
سحر سے شام تک تو ہے اور تحصیلِ دولت کی
مگر ہے چلتی پھرتی چھاؤں دولت جس کو کہتے ہیں
ابھی یاں ہے ابھی واں کیا اُمید اس سے رفاقت کی
سکندر کے کفن سے جیسے خالی ہاتھ باہر تھے
تیرے بھی لازمی ہوں گے نشانی یاس حسرت کی
یہ جتنی مال و دولت ہے یہیں سب چھوڑ جانی ہے
اگر کچھ ساتھ جائے گا تو بس دولت عبادت کی



جسم اور روح

شاستروں میں ایک کہانی بیان کی گئی ہے۔ کہانیوں کا ذکر صرف اس خیال کو مدِ نظر رکھ کر کیا جاتا ہے کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی بات کو اچھی طرح اور بآسانی سمجھ سکے۔ اس کہانی کا مقصد بھی یہی ہے اسی لئے گر ایک کہانی کے اسی پہلو کو دیکھیں۔

ایک مچھلی اور ایک کچھوے میں دوستی تھی جیسا کہ سب جانتے ہیں مچھلی ہمیشہ پانی میں رہتی ہے، کیونکہ پانی ہی اُس کی زندگی کا آدھار ہے۔ پانی کے بغیر وہ ایک پل بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔ وہ مچھلی بھی چونکہ ہمیشہ پانی میں ہی رہتی تھی اسی لئے پانی کی دُنیا کے علاوہ اور اُسے کسی جگہ کا علم نہ تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کچھوا بہت دنوں تک غائب رہا۔ جب واپس آنے پر اُس کی ملاقات مچھلی سے ہوئی تو مچھلی اُس سے بولی۔ بھائی کچھوے! رام رام۔ تم اتنے دن کہاں تھے؟ آج بہت دنوں کے بعد دکھلائی دے رہے ہو۔

کچھوا بولا ــــ میں زمین کی سیر کرنے گیا تھا۔ ابھی واپس آیا ہوں۔

مچھلی ــــ زمین! یہ کونسی جگہ کا نام ہے؟

کچھوا ــــ دُنیا کا تین چوتھائی حصہ پانی ہے اور باقی ایک حصہ خشک ہے۔ اس خشک حصے کو ہی زمین کہتے ہیں۔

مچھلی ــــ خشک زمین! تم کیا کہہ رہے ہو؟ خشک زمین کا

وجود کہاں ہے؟ سب طرف پانی ہی پانی تو ہے۔ کیا تم مجھ سے نداق کر رہے ہو؟

کچھوا ـــــ نہیں، میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں، بلکہ سچ کہہ رہا ہوں کہ دُنیا کے اُس حصّے کی سیر کر کے آیا ہوں جو خشک ہے اور جسے زمین کہا جاتا ہے۔

مچھلی ـــــ فضول کی باتیں کیوں کر رہے ہو؟ میں جانتی ہوں کہ خشک زمین کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اگر کہیں ایسی جگہ ہوتی، تو کیا مجھے اُس کا علم نہ ہوتا؟ تم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ میں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کر سکتی۔

کچھوا ـــــ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں، بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ اگر تم نے زمین کو نہیں دیکھا، تو اِس کا مطلب یہ قطعی نہیں کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔ اگر تم میری بات پر اعتبار نہیں کرتیں، تو تمہاری ضِد بازی ہے ـــــ ورنہ حقیقت یہی ہے کہ جس طرح پانی کا وجود ہے، اُسی طرح زمین کا وجود ہے تم چاہے اِس بات کو مانو یا نہ مانو یہ تمہاری مرضی ہے، مگر تمہارے نہ ماننے سے اُس کا وجود ختم تو نہیں ہو جائے گا۔

یہ ایک کہانی ہے جو حقیقت کو سمجھانے کے لئے دی گئی ہے۔ عام دُنیا داروں کی حالت بھی مچھلی کی طرح ہے۔ وہ اِس جسم اور دُنیا کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں ـــــ کیونکہ اُن کی سوچنے کی طاقت جسم تک ہی محدود ہے اِس لئے رُوح پر ماتما اور پر لوک کے وجود کو وہ ماننے کے لئے بالکل تیار نہیں ہوتے۔ مہاپُرش، جنہوں نے آتم ساکھشاتکار اور برہم ساکھشاتکار (رُوح یا پرماتما سے ملاقات) کیا ہوتا ہے، جو تینوں لوکوں کا حال جانتے ہیں اور پرلوک سے پوری طرح واقف ہیں

ہوتے ہیں، وہ جب اِن کے بارے میں لوگوں کو بتلاتے ہیں تو عام دُنیادار انسان ہٹھ پر اڑے رہتے ہیں اور اُن کی بات پر اعتبار نہیں کرتے۔

علمِ جغرافیہ کا اُستاد جب طالبعلموں کو پہاڑ، ریگستان اور سمندر وغیرہ کے متعلق بتلاتا ہے، تو طالبعلم اُستاد کے فرمان کو سچ مان کر اُن کے وجود پر وشواس کرتے ہیں۔ اگر کوئی طالبعلم یہ کہے کہ میں نے پہاڑ اور ریگستان نہیں دیکھا۔ اِس لئے میں اُس کے وجود کو ماننے کو تیار نہیں، تو یہ اُس کی بھُول اور جہالت ہے، اسی طرح ماہرین کے مطابق پھلوں اور سبزیوں میں کئی طرح کے وٹامن پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی اُن کی بات پر وشواس نہ کرے اور وٹامن کی موجودگی سے انکار کرے ـــــ

تو اُس کی ضد بازی اور جہالت ہے ـــــ اصلیت تو اصلیت ہی ہے ـــــ اس کے بارے میں کہی گئی جانکاروں کی بات پر چاہے کوئی اعتبار کرے یا نہ کرے، اس سے اس کے وجود پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ہاں! یہ بات ضرور ہے کہ جو ماہرین کی بات پر اعتبار کرتے ہیں۔ وہ فائدے میں رہتے ہیں، مگر جو ہٹھ پر اڑے رہتے ہیں اور اُن کی بات پر وشواس نہیں کرتے، وہ نقصان میں رہتے ہیں۔

مہاپُرش پرمارتھی دُنیا کے واقفکار (................) اور رازدان ہوتے ہیں، آتما پرماتما لوک، پرلوک اور دوبارہ جنم وغیرہ کا انہیں پورا پورا علم ہوتا ہے۔ وہ جب اُن کے بارے میں لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں، تو سنسکاری اور عقیدتمند جیو اُن کے فرمان پر وشواس کر کے زندگی کا فیض اُٹھا لیتے ہیں، مگر عام دُنیادار انسان ضد پر اڑے رہتے ہیں اور مہاپرشوں کے بچنوں کو ماننے کو تیار نہیں ہوتے، لیکن اس سے نقصان تو اُنہیں کو ہوتا ہے۔ آتما کا ذکر



دُنیا میں ہر ایک شخص چاہے چھوٹا ہو یا بڑا، عورت ہو یا مرد۔ ہر ایک شخص یہی چاہتا ہے کہ مجھ کو فیض حاصل ہو۔ مجھے کامیابی ملے اور میں ہمیشہ سُکھ اور آنند سے بھرپور رہوں۔ ہر ایک اِنسان کے دِل میں یہ خواہش موجود ہے۔ یہ تو کوئی کبھی نہیں چاہتا کہ مجھے نقصان ہو، مجھے ناکامی ملے، یا میں دُکھی رہوں۔ یہ تینوں باتیں کوئی کبھی نہیں چاہتا اور جو تین باتیں کوئی کبھی نہیں چاہتا اور جو تین باتیں پہلے کہی گئیں ہیں۔ اُنہیں ہر ایک اِنسان چاہتا ہے۔ ہر ایک اِنسان اُن کے لئے کوشش بھی کر رہا ہے۔ مگر کوشش کرنے کے باوجود بھی اُسے کامیابی نہیں ملتی۔ اتنے پر بھی کوئی ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھا نہیں رہتا، بلکہ اپنی طرف سے کوشش اور دوڑ دھوپ کرتا ہی رہتا ہے۔ کوئی اِنسان خالی نہیں بیٹھتا۔

ہر ایک انسان کا نقطہ نگاہ الگ الگ ہے۔ اپنے اپنے وچار سے سب لوگ کامیابی چاہتے ہیں، فائدہ چاہتے ہیں سُکھ اور خُوشی چاہتے ہیں چاہے کوئی گرہستی ہو یا بیراگی، دُنیادار ہو یا سنیاسی۔ ہر ایک اپنے کام میں کامیابی ہی چاہتا ہے اور خُوشی بھی۔ مگر دیکھا یہ گیا ہے کہ سب لوگ کوشش اور دوڑ دھوپ کرتے ہوئے بھی سچی خُوشی سے محروم رہتے ہیں۔ اُنہیں سچا سُکھ اور کامیابی نہیں ملتی۔ اگرچہ ہر ایک انسان اپنے خیال سے

اُس سچی خوشی کا طلبگار ہے، جس کے پیچھے کوئی دُکھ نہ ہو لیکن اس طرح کی خوشی اپنے خیالوں مُطابق چلنے سے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی بست پُرشوں کا یہ اپنا ذاتی تجربہ ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وہ خوشی کیوں نہیں ملتی؟ جبکہ انسان سب سادھن بھی اُسی کے لئے جُٹاتا ہے پھر بھی سچی خوشی سے محرُوم کیوں رہتا ہے۔ جیسا کہ مہاپُرشوں نے فرمایا ہے:۔

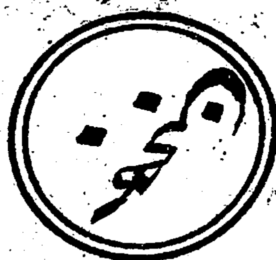
دوہا

جتن بہت سُکھ کے کئے ‏ ‏ ‏ دُکھ کو کیو نہ کوئے
تُلسی یہ اسچرج ہے ‏ ‏ ‏ ادھک ادھک دُکھ ہوئے

(سنت تُلسی داس جی)

اِنسان سُکھ کے لئے کوشش تو بہت کرتا ہے، دُکھ کے لئے کوئی بھی کوشش نہیں کرتا، مگر ست پُرش فرماتے ہیں کہ عام دُنیا کی یہ حالت ہے کہ زیادہ سے زیادہ دُکھ بڑھتا جا رہا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ عام دُنیاوی اِنسانوں کو اِس کے راز کا پتہ نہیں چلتا۔ کسی راز دان کے پاس جائیں، تو اُنہیں سُکھ کے راز کا پتہ چلے اور وہ اُس راز سے واقفکار ہو کر سچے سُکھ کو حاصل کر سکیں۔

وِچاروان ست سنگی یہی طلب لے کر آتے ہیں کہ اُنہیں سچے سُکھ اور خوشی کا راز مِل جائے جس سے کہ صحیح معنوں میں سچی خوشی اور سچے سُکھ کے حقدار بن جائیں۔ اُن کی یہ طلب مہاپُرشوں کے چرنوں میں آنے پر پوری ہو جاتی ہے۔ عام دُنیاداروں کو وہ خوشی حاصل نہیں ہوتی۔ جو گور مکھوں کو ست پُرشوں کی صحبت کرنے پر ملتی ہے۔ یہ ایک ٹھوس سچائی ہے کہ جو سُکھ اور خوشی ست پُرشوں کی صحبت سے اِنسان کو ملتی ہے، وہ دُنیا میں قطعی نہیں مِل سکتی۔



بہت دُور ہے، اِس لئے ہر آدمی اُسے نہیں جان سکتا۔ فقط برہم نِشٹھ مہاپُرش ہی، جو آتم ساکھشات کار اور برہم ساکھشات کار کر چکے ہوتے ہیں اور ہمیشہ برہم میں ہی مُقیم رہتے ہیں، آتما پرماتما کے لطیف سروُپ کو اچھی طرح جانتے اور اُن کا بیان کر سکتے ہیں۔ عام دُنیادار اِنسان کی پہنچ چونکہ من بُدھی تک ہی محدُود ہے، اِس لئے وہ پرمارتھ کے رازوں کو جو کہ عقل کے پرے کا مضمون ہے نہ تو سمجھنے کی قابلیت رکھتے ہیں اور نہ ہی اُسے ماننے کے لئے جلدی تیار ہوتے ہیں۔ اگرچہ مہاپرش حقیقت کی سمجھ بخشتے ہوئے اُنہیں بار بار سمجھاتے ہیں کہ تم دراصل جسم نہیں رُوح ہو اور پرماتما کا جز ہو، یہ جسم تو تمہیں اس لئے مِلا ہوا ہے تاکہ تم اِس میں رُوح کی بہبودی کا کام کر کے اپنا لوک پرلوک سنوارنے کی کوشش کرو یعنی پرماتما کو حاصل کر کے جنم مرن کے چکر سے نجات پا لو، مگر عام دُنیادار انسان اپنی ضد بازی اور نا سمجھی کی وجہ سے مہاپرشوں کے بچنوں پر دھیان نہیں دیتے اور خود کو جسم مان کر رات دن جسم اِندریوں کی لذّات میں ڈوبے رہتے ہیں اور اِن لذّات کو حاصل کرنے کے لئے وہ ناجائز فعل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ وہ تو چاوارک، جو کہ ایک ناستک فلاسفر تھا، اس فرمان پر وشواس رکھتے ہیں کہ:-

مطلب:- جب تک جیو اور اُدھار لے کر بھی گھی پیو، یعنی [illegible] عیش و عشرت [illegible] اُن کی لذت اُٹھاؤ۔ چونکہ جسم کے ختم ہو جانے پر کون واپس آتا ہے اور کس نے دیکھا ہے کہ مرنے کے بعد کیا ہوگا۔

اگر دُنیا کی طرف دیکھا جائے تو آج دُنیا کے زیادہ تر لوگ اِنہیں خیالوں پر عمل کر رہے ہیں اور دھن دولت و جسم اِندریوں کی لذّات کو حاصل کرنے کے لئے ہر طرح کے ناواجب فعل کر رہے

ست پُرشوں کے ست سنگ کی بدولت اِس راز کا پتہ چل جاتا ہے کہ اصل میں سُکھ خوشی اور کامیابی کہاں ہے اور کس طرح وہ مِل سکتی ہے؟ اِس راز کو جان لینے کی وجہ سے وِچاروان بھگت جن اُس سُکھ کے حقدار بن جاتے ہیں، جس کے بعد کوئی دُکھ نہیں ستاتا- وہ ہمیشہ خوشیوں میں جھُومتے رہتے ہیں۔

مگر عام دُنیادار کی کیا حالت ہے؟ ایک بارے میں ست پُرشوں نے فرمایا ہے کہ:-

نِت نِت خوشیاں من کرے نِت نِت منگے سُکھ جیو وُ
کرتا چِت نہ آوئی پھِر پھِر لگے دُکھ جیو وُ

(گوروبانی، سہوہی محلہ-۱)

مطلب:- من روز روز دُنیاوی خوشیوں کا طلبگار رہتا ہے اور روز روز سُکھ کی خواہش کرتا رہتا ہے- لیکن جب تک کرتا پربھو اُس کے دل میں نہیں بس جاتا تب تک بار بار اُسے دُکھ ہی لگتے رہتے ہیں۔

ہر ایک انسان ہر روز نئی خوشی اور ہمیشہ بنا سُکھ چاہتا ہے مگر کس طرح کا؟ اپنے من اور اندریوں کی خوشی کرنے کے لئے اپنے من کی مت سے جسم اور اندریوں کے سُکھ چاہتا ہے۔ حقیقی اور پائیدار خوشی یا سُکھ کا تو اُسے پتہ ہی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیاوی انسان پرماتما کو بھُول کر جسمانی سُکھ چاہتا ہے- مہاپُرش فرماتے ہیں کہ بھگوان کو بھُول کر بھلا کسی کو سُکھ مِل سکتا ہے؟ قطعی نہیں- سُکھ کا مخزن تو مالک کا نام ہی ہے. جب اِنسان نے اُس کو ہی بھُلا دیا، تو پھر وہ سُکھ اور خوشی کا مُنہ کیسے دیکھ سکتا ہے؟ اسی وجہ سے اُسے پھِر پھِر دُکھ ستاتے۔

ایک اِنسان طلبگار تو ہے سچّی خوشی کا اور دائمی سُکھ کا. مگر کام کر رہا ہے دُکھ اور پریشانی والے، تو پھر اُسے اپنے مقصد

میں کامیابی کیسے مل سکتی ہے؟ اُسے سُکھ اور خوشی کیسے حاصل ہو سکتی ہے؟ وہ تو سُکھ اور خوشی سے محروم ہی رہے گا۔

مگر گورمکھ جن مہاپرشوں کے بتلائے ہوئے فارمولے اور اُن کی نیک نصیحت مطابق اپنی زندگی ڈھال لیتے ہیں، اُن کی ساری کارروائی مہاپرشوں کی موج اور حکم مطابق ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ہمیشہ سُکھ اور خوشی سے بھرپور رہتے ہیں۔

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر ایک انسان سُکھ اور خوشی کا طلبگار ہے، مگر وہ سُکھ اور خوشی کے راز سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے مایا کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے، جو دُکھوں کی جڑ ہے۔ ویسے خوش قسمت وچاروان گورمکھ، جو ست پُرشوں کی شرن سنگت میں آجاتے ہیں، وہ حقیقت کے راز سے واقفکار ہو کر بھگوان کی بھگتی میں دل لگاتے ہیں، جیسے فرمایا ہے کہ :۔

نسدن مایا کارنے پرانی ڈولت نیت
کوٹن میں نانک کوؤں نارائن جہہ چیت

(گوروبانی، سلوک محلہ ۹)

مطلب :۔ مایا کے لئے رات دن روزمرہ دوڑ دھوپ کرتے ہیں۔ شری گورو تیغ بہادر جی فرماتے ہیں کہ کروڑوں میں کوئی خال ہی ایسا ہوتا ہے جس کا دل مالک کے چرنوں میں لگتا ہے۔

اکثر ہر ایک انسان مایا کی لگن میں دیوانہ بنا ہوا ہے، اسی کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے۔ وہ دن رات اسی لئے دوڑ دھوپ کرتا ہے کہ جسمانی سُکھ کے اُسے زیادہ سے زیادہ وسائل حاصل ہو جائیں، من اندریوں کے زیادہ سے زیادہ سُکھ اُسے مل جائیں۔ یہ سب مایا ہے۔ جسم بھی مایا ہے۔ جسمانی ضروریات کے سب سامان بھی مایا ہیں۔ من اندریوں کے سُکھ کی خواہش کرنا ——— یہ بھی مایا

ہے۔ بھگوان شری رامچندر جی نے فرمایا ہے کہ:-

چوپائی

گو گوچر جہاں لگ من جائی

سو سب مایا جانو بھائی

(شری رام چرت مانس، ارنیہ کانڈ)

بھگوان شری رامچندر جی اپنے چھوٹے بھائی لکشمن جی کو فرماتے ہیں کہ ہے بھائی! جہاں تک انسان کے من کی دوڑ ہے، وہ سب مایا ہی جانو۔

ست پرشوں نے اس بات کا اچھی طرح تجربہ کر کے فرمایا ہے کہ مایا کا اثر دکھدائی ہے۔ مالک کے نام میں ہی سچا سکھ ہے۔ کوئی ہی خال خال خوش قسمت وچار وان گورمکھ ہی مایا کی خواہش چھوڑ کر بھگوان کی یاد میں دل لگاتے ہیں۔ ان کا من چت اور سرتی مالک کے سمرن دھیان میں مستغرق رہتی ہے۔

کن کی سرتی بھگوان کی طرف لگتی ہے؟ ان سنسکاری جیووں کی، جو ست پرشوں کی صحبت میں آجاتے ہیں۔ اپنے آپ کسی کی سرتی بھگوان کے دھیان میں نہیں جڑ سکتی۔ خوش قسمت گورمکھ جو ست پرشوں کی صحبت میں آجاتے ہیں۔ انہیں ہی اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ ست پرشوں کی صحبت کی بہت بڑی مہما ہے۔

کوٹ جنم بھرم بھرم بھرم آیو

بڑے بھاگ سادھ سنگ پایو

(گورو بانی، رام کلی محلہ ۵)

جن کو ست پرشوں کی صحبت مل جائے اُن کی کتنی اونچی قسمت ہے؟ کروڑوں جنموں تک جیو بھٹکتا رہتا ہے، تب کہیں خوش قسمتی سے

ست پُرشوں کی صحبت مِلتی ہے۔
ایسا شری رامائن بھی ذِکر ہے کہ:۔

چوپائی

بڑے بھاگ پایئے ست سنگا ۔ بِن ہی پریاس ہوہی بھو بھنگا

(اُتر کانڈ)

مطلب:۔ ست پُرشوں کی صحبت بڑی خوش قسمتی سے مِلتی ہے۔ اُس کا فیض یہ ہوتا ہے کہ بغیر کسی محنت کے ہی انسان کے جنم مرن کے چکر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اَب وِچار کرو کہ جن کو ست پُرشوں کی صحبت مِل جائے اُن کی کتنی اُونچی قسمت ہوئی؟ اُن کی چوراسی کٹ جاتی ہے اور جنم مرن کے چکر سے نجات پا لیتے ہیں۔ مہا پُرشوں کے اُپدیش کی کمائی کرنے سے اُنہیں چوراسی کا ڈر نہیں رہتا، کیونکہ اُن کو اصلیت کی سمجھ آ جاتی ہے۔ انسان کے من میں بھرم اور ڈر تبھی پیدا ہوتا ہے۔ جب اُن کے گھٹ میں جہالت کا اندھیرا چھایا رہتا ہے۔ جیسے کوئی اِنسان اندھیرے میں رسی کو سانپ سمجھ کر کانپ اُٹھتا ہے۔ جب وہاں روشنی ہو جائے تو اُس کا ڈر بھاگ جاتا ہے۔ ویسے ہی جب ستا پُرشوں کی صحبت سے اِنسان کے گھٹ میں معرفت کا نور جگمگا اُٹھتا ہے، تو وہاں موہ اندھکار کی جہالت نہیں رہتی۔ اِس لیئے اُس کے من میں کال اور کرم کا ڈر نہیں رہتا۔ گورمکھوں کو جب ست پُرشوں کی صحبت سے حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔ تو پھر وہ دُنیا کی عیش و عشرت تو کیا، مُکتی تک کی خواہش نہیں کرتے وہ صِرف ست پُرشوں کی صُحبت کی ہی خواہش کرتے ہیں۔

دوہا

بھُگتی مُکتی مانگوں نہیں ۔ مانگو تُم پہ ایہہ

کہہ کبیر موہی دیہہ
(شبد درشن سادھ کا)

(پرم سنت شری کبیر صاحب)

پرم سنت شری کبیر جی مالک کے دربار میں گذارش کرتے ہیں کہ ہے پربھو! میں نجات اور دنیاوی عیش عشرت کے سامانوں کی چاہ نہیں کرتا ہوں تو آپ سے فقط یہی مانگتا ہوں کہ مجھے رات دن ست پرشوں کی صحبت ملے، ان کے مبارک درشن ہوتے رہیں، کیونکہ سچا سکھ اور سچی خوشی تو اسی میں ہے۔

اس لئے وچاروان گورمکھ اس چیز کے علاوہ اور کسی چیز کی مانگ نہیں کرتے۔ وہ ہمیشہ سچے دربار کی سیوا، بھگتی اور ست سنگ کی خواہش کرتے ہیں۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ انہیں ست پرشوں کے درشنوں کا موقعہ ملتا رہے اور وہ ہمیشہ خوشیوں میں جھومتے رہیں۔ پھر انہیں کسی بات کی کمی نہیں رہتی جس خوشی کے لئے ساری دنیا ماری ماری پھرتی ہے۔ وہ خوشی گورمکھوں کے ہمیشہ انگ سنگ رہتی ہے جب انہیں دنیاوی سامانوں کی چاہ ہی نہیں رہتی، پھر انہیں دکھ کیوں ہو؟ وہ تو ہمیشہ خواہش ہی اس چیز کی کرتے ہیں جس کا نتیجہ سچی خوشی اور سکھ ہے۔ جیسا کہ فرمان ہے:-

دوہا

گورمکھ کے من سدا خوشی
من سکھ رہے نت جھومتا

سیوا بھگتی کی پیاس
من درشن کی آس

(سنت بانی)

گورمکھ سیوک کے دل میں ہمیشہ آنند بھرپور رہتا ہے، کیونکہ وہ ہمیشہ آنند بخشنے والی چیز کی چاہنا کرتا ہے۔ جس چیز میں صحیح معنوں میں سکھ ہے، خوشی ہے اور آنند ہے، اسی چیز کی اسے طلب رہتی ہے، اسی کے لئے وہ کوشش کرتا ہے اس کے دل میں ہمیشہ سچے دربار کی سیوا کی پیاس ہی رہتی ہے۔

اُس کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے کہ ست پُرشوں کے سچے دربار کی سیوا اور بھگتی ہی سچے سُکھ اور خوشی کا بھنڈار ہے، اس لئے وہ ہمیشہ خوشیوں میں جھومتا رہتا ہے۔

مہا پُرشوں نے جو بھگتی کے سادھن بنا دئے ہیں، اُن میں سچا سُکھ اور خوشی بھری ہوئی ہے۔ روزمرہ صبح سویرے اور شام کو شری آرتی پوجا، بھجن، ابھیاس، نِشکام سیوا اور ست سنگ وغیرہ کے جو اصول بنائے گئے ہیں، اُن اصولوں کا پالن کرنے سے انسان کے دل میں ہمیشہ سچی خوشی بھرپور رہتی ہے۔ ان اصولوں میں مستغرق رہنے سے انسان کے دل میں کسی طرح کی فکر داخل نہیں ہو سکتی۔ جب انسان کے دل میں مالک کی بھگتی کی لگن بس جاتی ہے، تب وہاں دوسرے خیالات کو داخل ہونے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ یہی وجہ ہے کہ گورمکھ بھگت سچی خوشی سے کبھی محروم نہیں رہتا۔

اس کے برعکس جو انسان اپنے من کے خیالوں پیچھے چلتا ہے، وہ کبھی بھی سچی خوشی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ہمیشہ دُکھوں میں گھرا رہتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ اُس کے من میں نفسانیت کی چاہنا موجود رہتی ہے، جو اُسے ہر وقت بیقرار اور دُکھی بنائے رکھتی ہے۔

ہر ایک اپنے دل میں اندازہ لگا سکتا ہے کہ دراصل ہمیں خوشی اور سُکھ کس میں ہے۔ دُنیا کی عیش و عشرت یا بھگوان کی بھگتی میں؟

وچاروان گورمکھ ست پُرشوں کی صحبت میں آنے سے معرفت کا اُجالا مل جاتا ہے اور وہ اس روشنی میں سچ جھوٹ، اصل نقل کی اور سُکھ دُکھ وغیرہ کی پرکھ بھی کر سکتے ہیں۔ وہ خوشیوں والی راہ پر چل کر اپنی زندگی کو سُکھمئی بنا لیتے ہیں۔ ست پُرشوں کے اُپدیش کے سانچے میں زندگی کو ڈھال کر کامیابی کو حاصل کر لیتے ہیں۔

یہی گورمکھ کی منزل ہے اور اسی منزلِ مقصود کی پُورتی کے لئے یہ انسانی زندگی ملی ہے۔ عام دُنیاوی انسانوں کو اپنی زندگی کی کوئی قدر نہیں ہے، اس لئے وہ اس بیش قیمتی زندگی کو نفس پرستی میں گنوا دیتے

ہیں۔ ست پرش فرماتے ہیں کہ ہیرا جنم نفسا نیت کے لیئے نہیں ملا ہے۔ بھگوان شری رام چندر جی مہاراج ایودھیا واسیوں کو فرماتے ہیں کہ :-

چوپائی

ایہہ تن کر پھل وِشے نہ بھائی
سوَرگوں سوَلپ انت دُکھدائی

نر تن پائی وِشے من دیہیں
پلٹ سُدھا تے شٹھ وِش لیہیں

تاہی کبھوں بھل کہے نہ کوئی
گنجا گرہی پرس منی کھوئی

(شری رام چرت مانس اُتر کانڈ)

بھگوان شری رامچندر جی فرماتے ہیں کہ یہ انسانی جسم نفس پرستی کے لیئے نہیں ملا ہے، اگر سخت ریاضت عبادت کر کے سوَرگ کے سُکھوں کو حاصل بھی کرے تو بھی اُس نے کچھ نہیں کیا، کیونکہ سوَرگ کے سُکھوں کو بھوگنے کے بعد اُسے پھر وہی جنم مرن کا دُکھ بھوگنا پڑے گا جسم کے ذریعہ سخت ریاضت کرتے ہوئے سوَرگ کے سُکھ مل بھی جائیں تو تھوڑی دیر کے لیئے جسم کا ہی سُکھ ملتا ہے۔ روح تو اس سے سُکھی نہیں ہوتی۔ پھر اس سے فائدہ کیا ہوا؟

ایسے اعلےٰ جسم کو پاکر جو وِشے وکاروں یعنی نفس پرستی میں دل دیتے ہیں وہ مالو آبِ حیات چھوڑ کر زہر کو پیتا ہے۔ جس جنم میں بھگوان کی بھگتی کرنی تھی اُس بھگتی کو چھوڑ کر جس نے اننت میں دل دیا، وہ یقیناً ہی چوراسی کی کھائی میں چلا گیا۔ مگر وچاروان ست سنگی لوگ ایسا کبھی نہیں کرتے۔ وہ اس بات کا پورا پورا دھیان رکھتے ہیں کہ یہ زندگی بیش قیمتی ہے اور اسی زندگی میں بھگتی کا فیض حاصل کرنا ہے۔

ایسے بیش قیمتی جسم کو پاکر بھی جو بھگتی سے محروم رہتے ہیں اُن کے بارے میں بھگوان شری رام چندر جی نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ بھگتی روپی

پارس منی کو چھوڑ کر کوڑیوں کو اکٹھا کرتے ہیں اپنی زندگی برباد کر دیتے ہیں۔ پارس منی اگر لوہے سے چھو جائے تو اُسے سونا بنا دیتی ہے ایسے اعلےٰ رتن کو چھوڑ کر جو کوڑیوں کو ٹٹولتا ہے تو اُسے کوئی سمجھدار اور عقلمند نہیں کہے گا۔ اِسی طرح بھگتی روپی پارس منی کو چھوڑ کر جو دنیا کے وکاروں کی کوڑیوں کو اکٹھا کرنے میں لگا ہو، اُس کو کوئی بھی عزت بھری نگاہوں سے نہیں دیکھے گا اور وہ اِنسان اِنسانی زندگی کی قدر نہ کر کے سزا کے طور پر چوراسی کی قید بھی بھوگے گا۔ وچاروان گورمکھ اِس راز کو سمجھ جاتے ہیں کہ اِنسانی زندگی فقط بھگتی اور پرمارتھ کے لئے ملی ہوئی ہے۔ ست پُرشوں کی صُحبت سے اُنہیں اِنسانی زندگی کی قیمت اور اہمیت کا پتہ لگ جاتا ہے اور سچے سُکھ اور خوشی کا راز مِل جاتا ہے کہ کس طرح اِس زندگی سے بھگتی کا فیض اُٹھانا ہے اور سچا سُکھ آنند حاصل کرنا ہے۔

وقت وقت پر مہاپُرش اس لئے سیوا اور ست سنگ کی رچنا رچاتے ہیں۔ کیونکہ سنسکاری رُوحوں کی ایسی مانگ ہوتی ہے کہ ہمیں ایسا موقعہ ملے جس میں کہ ہم ست پُرشوں کے دربار کی سیوا کر سکیں۔ ست سنگ اور سمرن کا فیض حاصل کر سکیں۔ اس طرح کے وسائل ہمیں میسّر ہوں جن پر عمل کرنے سے ہماری زندگی کامیاب ہو۔ اُن گورمکھوں کی مانگ کو پورا کرنے کے لئے ہی مہاپُرش ایسی رچنا رچا دیتے ہیں جس سے کہ سنسکاری رُوحوں اور جگیاسو پریمیوں کو سیوا اور ست سنگ کا فیض حاصل ہوتا رہتا ہے۔

گورمکھ پریمی دُ[illegible]ے اور دُنیاوی فرض منصبی کو پُورا کرتے ہوئے اِنسانی [illegible] کی پوری پوری قدر کرتے ہیں۔ ست پُرشوں کے حُکم مُطابق نام بھگتی اور سیوا کی کمائی کرتے ہوئے وہ رُوحانی فیض حاصل کرتے ہیں اور زندگی کو کامیاب بناتے ہوئے یہ زندگی بھی سُکھ سے بسر کرتے ہیں اور اپنا پرلوک بھی سنوار لیتے ہیں۔

اِتی شُبھم بھوتو